

SHAMS-UL-ISLAM,

BHERA (Pakistan)

جلد ۱۹
شمارہ ۱۹
۱۹۳۸ء

شمس الاسلام

بھیرہ

ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

جلد ۱۹ بھیرہ مغربی پاکستان بابت ماہِ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق مئی ۱۹۳۸ء نمبر ۵

تقسیم فلسطین

(محترم محمد بخش صاحب دہدی الحسینی بھوپال)

مغرب کی سیاست کا کھلا گیسو ہے مشکلیں
پڑ مرزہ واقف شدہ گل ولالہ و نسیریں
سورج نے بڑھایا تو ہے اب بچہ مخوفیں
اب ٹوٹنے والا ہے فسوں بیت سنگیں
اب رہ نہیں سکتا ہے کہیں قبضہ کلچیں
ہر سمت سے ہونے لگی ہے لعنت و نفریں
سرداؤں ہے مغرب کا بت شعیبہ اگلیں
انصاف کی خاطر نہ پیئے دغ غمہ کٹیں
ملت کی فتوحات کا اک صفحہ زرتیں
دارائیاں ممکن نہیں بے ولولہ دین
تسلیم دل و جاں سے ہے اسلام کا آئین
سامان توکل یہی سرمایہ تسکین
جیسے بھڑک اٹھتی ہے شمع بر سر بالین
نظروں میں نمایاں ہے رہ عزت و تمکین
مقصود تماشہ نہ اسے نعرہ تحسین
اک دعوتِ تنظیم ہے تقسیم فلسطین

مشرق کا اُفتخ خون سے پھر ہو چلا رگیں
انصاف کے ماتم کھیلے وقف گھٹناں
ہزار شجاعی ہیں شجرت ارہے مغرب
اُٹھ جانے کو ہے پردہ سیمین صداقت
اب اہل جہاں پھر سے ہیں آمادہ عظمت
چنگیز خانی مغرب کے خلاف اب تو جہاں میں
انکا رہے دل میں مگر اقرار لبوں پر
اب اُٹھ کھڑا ہونے کو ہے اسلام کا فرزند
کھلتا ہے نئے سر سے تواریخ اُتم میں
اللہ کے رستے میں کھرستہ ہے مومن
سردیے کو تیار ہے ہر حریت آگاہ
مومن کھیلے نام خدا قوت بازو
ایمان کا شعلہ یوں سلگ اُٹھا ہے دل میں
ہر ایک مسلمان ہے سرگرم مراحل
ہر گام مسلمان کا صداقت کی طرف ہے
بیداری ملت کے لئے میری نظر میں

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر بھیرہ و پبلشر ڈیپٹی ایڈیٹر سرگودھا سے چھپکر بھیرہ (پاکستان) سے شائع ہوتا ہے۔

شذرات

عبر و عبر

(ادارہ)

کیپٹل سینما کی سرکار :- لاہور کے اخبارات میں نمایاں طور پر کیپٹل سینما کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے + تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

علامہ حضرت اقبال مرحوم کے شکوہ اور جواب شکوہ کی صحیح تفسیر ڈاکٹر اعظم ندیر کی انوکھی پیش کش - لغتوں اور قوالیوں سے بھر پور - عابدہ نور جہان کا شہسوی - کمار - سورن - تار - زینت - کیپٹل سینما میں شاندار ہفتہ -

علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مطلب جو کہ واقع میں ہے اور آج تک ہر کسی نے ہر جگہ سمجھا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سرکار میں ادا فریضہ نماز کے لئے مسجد میں پہنچ کر بندہ و آقا اور محتاج و غنی ایک ہو جاتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کے تمام بندے کی وہ مہ کے امتیاز کے بغیر ایک ہی صف میں اس سرکار عالی اور آقا کے حقیقی کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رہو کے زیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و یاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مگر اب اخبار زمیندار کے واسطے سے مالکان کیپٹل سینما ایک اور صحیح تفسیر "مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ سابق غلط تفسیر سے رجوع کر کے نئی صحیح تفسیر کے مطابق اقبال مرحوم کے حکم پر عمل کر سکیں۔ یعنی عابدہ فلم دیکھنے کے لئے جو نور جہاں - سورن - تار - زینت جیسی عابدات اور صالحات و فاضلات کی قوالیوں اور لغتوں سے بھر پور ہے کیپٹل سینما کی سرکار میں ضرور پہنچ جائیں۔ اور یہ ایک ایسی عالی ہیکل ہے کہ بندہ و صاحب - مزدور و کارخانہ دار - کسان و زمیندار - نوکر و آقا - بھوکے ننگے مصیبت زدہ پناہ گزین (محتاج) اور نواب و جاگیردار - بلیک مارکیٹ والے تاجر بڑی بڑی دکانیں اور کوٹھیاں الاٹ کرنے والے - مقامی مہاجرین (غنی) سب اس سرکار عالی وقار میں ذوق اور شوق سے حاضر ہر دیتے ہیں۔ اور یہاں پہنچ کر سب ایک طرح فریفتہ اور لطف اندوز ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کی یہ انوکھی صحیح تفسیر "یقیناً ڈاکٹر اعظم ندیر کی فلم عابدہ کی طرف سے ایک انوکھی پیش کش ہے جیسا کہ اقبال مرحوم کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس کے نظریہ کے مطابق جب پاکستان بن جائیگا - تو پاکستان کے ہر ذرت تراشی و ثبت فرشتہ کو جائز ملکہ واجب قرار دینے کیلئے ان کے اشعار کو بطور سند پیش کرتے رہینگے۔ مگر کلام الہی اور کلام رسول کے مقابلہ میں کلام انبیا کی کیا وقعت ہے۔ یہاں تو قرآن مجید کی امتوں اور احادیث نبوی کے ساتھ بھی ایسا سلوک اور اس قسم کا استہزاء کیا جا رہا ہے اور آئے دن کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ چند روز قبل کی بات ہے کہ اخبارات میں اطلاع شائع ہوئی تھی کہ پنجابی سٹوڈیو کا افتتاح جب کیا

جاری تھا۔ تو ایک قاری صاحب نے قرآن مجید کی آیتیں تترک کے لئے تلاوت کیں۔

اسی طرح سود و قمار دھوکا و فریب۔ غضب و نہب سے مال حاصل کیا جاتا ہے۔ اور حرام کی اس کمائی سے ایک قصیر سلطانی تیار کیا جاتا ہے۔ اور اس پر اعلیٰ حروف سے لکھا جاتا ہے ”هٰذِهِ مِنْ فَضْلِ رَبِّي“ اور آجکل آپ دیکھ رہے ہیں کہ سنگیت نشائی بے پردگی بے حیائی اور تبرج جاہلیت تک کے لئے اسلام کو بطور سندیش کر رہی ہیں۔ کیا پاکستان میں اس طرح پرغش و بھائی کو اسلام کا نام دیا جائے۔ تعجب ہوتا ہے موجودہ دور کے ان مسلمان اخبار فروشوں پر کہ اسلامیت کے بلند بانگ دھوؤں کے باوجود اجرت اشتہار کے شہ قلیل کے عوض اپنا ضمیر و ایمان بیچ دیتے ہیں۔ اور برس اور کاروبار کے ہر بجائی کے فروغ و اشاعت کے جرم کا ارتکاب کر دیتے ہیں۔

اے مالکان اخبارات! اے مدیران جرائد! خدا رکھ کچھ بھی تو اپنی نازک ذمہ داریوں کا احساس کرو۔ میدانِ حشر۔ روز قیامت اور قمار و جہار خداوند عالم کے سامنے پیش ہونے کا بھی تو کبھی تصور کیا کرو۔ اور اب پاکستان بن جانے کے بعد تو اپنا رویہ اور طرز و انداز بدلو!

سود یا منافع:- صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ایسے بھی آجائیں گے جو ریشمی کپڑے شرب، گانے بجانے کو حلال و جائز قرار دینگے (بخاری) اور جب آپؐ سے پوچھا کہ وہ شراب کو کس طرح حلال قرار دے سکیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صاف و صریح طور سے اس کا حکم بیان فرمایا ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ”سیمونہا بغیر اسمہا فیستحلونہا“ (مشکوٰۃ ص ۴۶) یعنی اس کا نام بدل کر اور نام بدل کر اس کو حلال ٹھہرائیں گے۔ چنانچہ یہی پیشگوئی بالکل پوری ہو رہی ہے۔ بہت سے لوگ ریشمی کپڑوں۔ شراب اور گانے بجانے اور دوسرے منافی کا نام بدل بیٹھتے ہیں۔ اور پھر پوری بے پروائی کے ساتھ خود ساختہ نام کی آڑ میں محرمات کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں نے سودی کا روبرو کو سود و ربوہ کے نام کی بجائے منافع کے نام سے باقاعدہ اور علی الاعلان شروع کر دیا ہے۔ لاہور کے مشہور تجارتی ادارہ تاج کمپنی نے جو خدمت و اشاعت قرآن پاک کی وجہ سے مشہور آفاق اور بینکام ہے۔ اس قسم کا اشتہاد متعدد اخبارات و رسائل میں شائع کر دیا ہے اور بالکل سودی اور حرام طریقہ پر مسلمانوں کو روپیہ داخل کرنے اور سود حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ لیکن اس نے لفظ سود کے بجائے لفظ منافع کو استعمال کر دیا ہے۔ اسی طرح بعض مسلمان یا اسلامی بنکوں کے اشتہادات دیکھے گئے۔ انہوں نے بالکل سود ہی کیلئے نفع کا لفظ پسند کر لیا ہے۔ مگر ان سب سے بڑھکر یہ چیز دیکھی گئی کہ حکومت پاکستان کے دفتر وزارت خزانہ کی طرف سے قوم کی خدمت میں امدادی قرضہ کے لئے جو اپیل شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی اس امدادی قرضہ پر سالانہ سود دینے کا بختہ وعدہ ہے۔ لیکن انہوں نے بھی ”نفع“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ درحقیقت یہ حضرات چاہتے ہیں کہ کام تو وہ کیا جائے جو قانون خداوندی کی رو سے ناجائز و حرام اور مستحق عقاب و عذاب ہے۔ لیکن اعتراض سے بچنے کیلئے نام کی تبدیلی کر کے اپنے جرم کو چھپا لیا جائے۔ مگر ان کو جاننا چاہئے کہ انسان کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور اور خیر مبالغوں ہے اس کے مانعاً از تعبیرات کے بدلنے سے حقائق و واقعات نہیں بدلا کرتے۔ سود کو نفع کہہ کر کسی انسان کا منہ بند کر سکتے ہیں لیکن اس طریقہ سے خداوندی گرفت اور اللہ و رسول سے لڑائی مول لینے کے چیلنج سے بچ نہیں سکتے۔

خلفائے راشدین کا نمونہ حکومت:-

قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں کی طرف سے پیہم یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے اس ملک

میں نظام اسلامی جاری و نافذ کر کے نام کے پاکستان کو حقیقی پاکستان بنا دیا جائے۔ اور آئین ساز اسمبلی قانونی طریقہ سے یہ فیصلہ کرنے کے لیے یہاں کی حکومت کا مذہب اسلام ہوگا۔ یہاں بادشاہت الہی کی ہوگی اور حکومت پاکستان الہی کے قوانین و احکام کو نیا یہ جاری و نافذ کرے گی اور یہ کہ مناف الخاظمین فیصلہ کیا جائے کہ ہمارے لئے نمونہ عمل نہ امریکہ و برطانیہ ہے بعد نہ روس، نہ ترکی ہے نہ ایران اور نہ کوئی اور یورپی یا ایشیائی ملک بلکہ ہمارے لئے نمونہ حکومت حضرات خلفاء راشدین کا دور خلافت ہے اور ہم ان حضرات کے طریقہ کار کے مطابق نظام ملک کو چلائیں گے۔

ہم نے بھی یہی مطالبہ پیش کیا۔ اور شمس الاسلام کے صفات پر بار بار اس کا تذکرہ کیا اس مطالبہ کے جواب میں نظام اسلامی سے اپنی اعتراضات مشنومہ کی بنا پر بھاگنے والے لوگ طرح طرح کے لائینی اور فضول اعتراضات پیش کیا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام، قرآن، اللہ، رسول کے نام پر اپنا عقیدہ حاصل کرنے کے بعد اب ان سب سے وفائی کریں اور نظام قرآنی کے بجائے یورپ کا نظام سرمایہ داری یا دین اشتراکیت جاری کریں۔ اور ایک لادین حکومت کی بنیادیں قائم کر کے من مانی کارروائیاں کرتے رہیں قبلہ جمہوریت میں تبدل کا دیو پایہ کوب ہوا وہ لوگ کو چھو دیا جائے کہ یہ آزادی کی نیلیم پری ہے۔ یا انصاف و مساوات اور مزدور دوستی کے دل فریب لباس میں افراد قوم کے جائز شخصی حقوق اور فطری آزادی کو بھی سلب کیا جائے۔ متحدہ اعداء ایسے لوگ خود یا ان کی طرف سے قوم میں سے چند ناگھ اور ان کے ظلم و غریب میں گرفتار لوگ ان کی طرف سے وکیل بن کر پیش کر دیتے ہیں ان سب کا جواب دیا جا رہا ہے اور ہر طرح سے اتمام حجت ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے مطالبہ کے اس جذبہ پر کہ خلفاء راشدین کا دور خلافت ہمارے لئے نمونہ عمل ہوگا، اعتراض کیا اور فرمایا کہ اس صدی میں چودہ سو سال قبل کے زمانہ کا ایک نظام حکومت ہمارے لئے کس طرح نمونہ بن سکتا ہے وہ زمانہ اور تھا ملک اور تھا لوگوں کی طبیعتیں اور تھیں اس قدر تمدن و تہذیب اور شہرت اس وقت نہ تھی جس قدر اب ہے۔ اس دور میں تیروں، تلواروں، زمروں اور ڈھکوں، گھوڑوں اور اونٹوں کے سوا اور کوئی سامان جنگ نہ تھا۔ اب تو ریلوں، اور مشین گنز کو چھوڑ کر دو مار توپوں، راکٹ بموں، ایٹم بموں، بمبار جہازوں، بحری بیڑوں اور ٹینکوں وغیرہ کا زمانہ ہے ہر چیز دلی ہوئی ہے۔ اس لئے نظام حکومت بھی بدلا ہوا ہونا ضروری ہے۔

چالاک لوگ اپنی زبان درازیوں سے ہمیشہ طبع کے حق کو چھپانے اور ناحق کو حق دکھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہاں بھی قوت بیانی اور طاقت لسانی سے غلط مقدمات کو جوڑ کر ایک غلط نتیجہ نکالا جا رہا ہے یہ ہم کو بھی تسلیم ہے کہ زمانہ بدلا ہوا ہے ملک بدلا ہوا ہے گروپش کے حالات اور عہد ہاں مالک اور دنیا کی دوسری حکومتوں کی حالت بھی بدلی ہوئی ہے ایجادات و اختراعات اور نئے نئے سامان جنگ کی وجہ سے طرز جنگ بھی اندر ہے۔ لیکن کچھ مانعہ بھی یہ بھی کہنا صحیح نہیں کہ خلفاء راشدین کا دور خلافت ہمارے لئے نمونہ عمل نہیں بن سکتا۔ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں طرز حکومت دور خلافت راشدہ کی طرح ہو تو اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہوتا کہ پاکستانی فوج جدید اسلحہ جنگ میں سے کسی چیز کو استعمال نہ کرے بلکہ کوئی چوٹی پرانی، تلواریں رکھیں اور بس۔ یا اعمال حکومت اور بادشاہت کا ن ملک، موٹروں، لاریوں، ریل گاڑیوں، تار برقی، ٹیلیفون، ہوائی اور بحری جہازوں وغیرہ وغیرہ طرز عمل ایجادات سے استفادہ چھوڑ دیں اور نہ ہمارے مقصد ہے کہ کھانڈ، کپڑا، گھی، آٹا وغیرہ ضروریات زندگی سپلائی کر کے کھانے اور لین بیانی جائیں بلکہ کھدکوں کی حدود و مقدار میں کپڑا چھوڑا تیار کیا جائے اور کھدکوں سے آٹا پیسا جائے اور بس۔ نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مینڈیوں بازاروں میں موجودہ دور کے

مصنوعات و یادات اور جائز زین و زینت کی پیشہ کی فروخت بند ہو اور بازار بے رونق ہو جائے بلکہ سارے کھانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمدن کی تمام ترقیوں سے جتنا بھی استفادہ ہو سکے کیا جائے مگر ملک کے ہر شعبہ میں اور تمام انفرادی و اجتماعی حالات میں اصل روح وہی کار فرما ہو جو اس دور مصادمت میں خلیات و نظریات وہی ہوں اعتقادات اور کچھ سمجھنے اور تمام حالات پر غور کرنے کیلئے زاویہ نگاہ اور طرز تدبیر و فکر وہی ہو، اصلاحی اعتبار وہی ہوں، نیک بد، معروف و منکر کا معیار وہی ہو، ملک کا صدر عظمیٰ اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے ممتاز نہ سمجھے، وہ یہ خیال نہ کرے کہ میں قوم کا آقا اور مخدوم ہوں اور لوگوں کے بندے اور خادمن میں سے ہوں بلکہ اپنے کو قوم کا خادم تصور کرے اور قوم کے ادنیٰ افراد اور ایک طرحی عورت کو بھی یہ عزت حاصل ہو کہ وہ پوری ذمہ داری کیسے ادا کرے اس کے طلب کے اور وہ اس مطالبہ کو سن کر چین بہ چین ہو بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ معذرت کر کے ہن کا مطالبہ پورا کرے۔ ملک کے گورنر اور مشنری ڈپٹی کمشنر اور تحصیلدار و تھانیدار اور پٹواری اور دیگر اہل حکومت وقت فرعون ہوں کہ مظلوموں کی دادرسی کی بجائے ان پر اور ظلم ڈھاتے ہوں اور ان کے دربار عالی تک کسی غریب و محتاج کی رسائی نہ ہو اور جب تک رشوت کے مال حرام سے انکی جیب گرم نہ ہو اس وقت تک کسی کی بات تک سننے کے روادار ہوں بلکہ یہ سمجھیں کہ ہر غریب و محتاج کی دادرسی اور ہر مظلوم کی حمایت خداوند تعالیٰ کی طرف سے جہاد و نصیحت اور ہر صورت میں اپنی یہ ذمہ داری پوری کرنی چاہئے۔ پاکستان کا نظام، دور خلافت و شیعہ کی طرح جو پس منظر پر اس طرح اس دور میں بنیادی طور پر بات طے شدہ تھی کہ انسان، انسان پر حکومت نہیں کر سکتا خواہ حکومت والا وہ انسان ایک فرد واحد ہو یا انسانوں کے متحدہ افراد کی ہیئت اجتماعی ہو بلکہ حاکم تو انسان ہی ہے اور تمام انسان اس کے محکوم و تابع اپنے قوانین و احکام اپنے ایک برگزیدہ اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجے۔ اور خدا کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی تمہید کے منشا کے مطابق پوری شریعہ و تفصیل کیساتھ ان احکام کو پیش کیا ایک نظام حکومت تیار کر کے خدا کے قوانین و احکام کو نافذ و جاری کیا اور ہر طرح کے تمسک کے بعد وہ دنیا سے تشویش لگتے۔ ان کے وصال کے بعد اس نظام و دین پر ایمان لانے والوں نے یہی نظام کو چلا نا چاہا اور ان قوانین و احکام کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی گذارنے کا ارادہ کیا۔ تمام مسلمان خدا تعالیٰ کے احکام کو نیا بہ نافذ کرنے والے تھے مگر اجتماعیت کا تقاضا تھا کہ یہ نیا سب کی طرف برضا و منہی افراد و قوم ایک فرد واحد میں مضمحل کیا جائے۔ چنانچہ یہ نیا بت ایک خلیفہ میں مرکب ہوئی گئی وہ خلیفہ اہل حل و عقد اور اس نظام کو پورا طور سے سمجھنے والے ارباب فقیر اور صاحب علم و تقویٰ حضرات کے مشورہ سے ہمارے احکام جاری کرتا رہا۔ اور اس طرح ایک بہترین مملکت وجود میں آئی۔ تو پاکستان میں بھی بنیادی طور سے یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ یہاں بھی حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کوئی انسان خواہ بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو اور انسانوں کی کوئی جماعت اور کوئی اسمبلی خواہ بڑے سے بڑے اہل دماغ سے بنی ہوئی ہو اس ملک میں قوانین نہیں بن سکتی۔ خدا کے قوانین و احکام قرآن مجید اور احادیث رسول کے مجموعوں میں موجود ہیں کوئی تنقی، پرہیزگار اور ان احکام کو جاننے والا وہ قوم کھڑے سے خلیفہ بن کر متقیوں اور احکام جاننے والے صاحب ہمت افراد کے مشورہ و داد سے ملک میں ان احکام کا نافذ و اجرا کرتا رہے جو اصول و ضوابط قرآن و حدیث میں موجود ہیں انہیں ذمہ بھر تبدیل کا امکان نہیں۔ اور وہ قیامت تک اہل اور زمانہ میں اور ہر ملک میں تحت نفاذ ہیں ہر دور میں اس کے ضرورتاً اور پیش آنہ مسائل کو انہی اصول کی روشنی میں حل کیا جائیگا اور ان سرور و اخلاف کی اجازت نہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا قانون دان اور اہل دماغ اور ذکاوت کوئی اسمبلی انہیں کچھ بھی ترمیم و تنسیخ نہیں کر سکتی ہاں کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ان کے متعلق اجازت دی ہے کہ ان کے ترک و اخذ میں انہیں کوئی گرفت نہیں اور حدود کے اندر نہ کرے ان ہمد کے لئے ضوابط و قوانین بناسکتے ہیں اور درحقیقت

۱ ایسے قوانین بھی ضابطہ کے قانونِ ابات کے تحت میں ہوتے ہیں

مندرجہ بالا تفصیل سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ قدرتی ترقیوں کے باوجود اور تمام ترقی یافتہ ایجادات کو بلا استفادہ کر کے بھی نظام اسلامی جاری کیا جاسکتا ہے۔ ایک اسلامی حکومت میں بھی اسلامی فوج تمام جدید آلات جنگ سے مسلح ہوگی۔ ٹینکس، توپیں، ہوائی جہاز وغیرہ بھی بنائیں گے مگر فرق یہ ہوگا کہ لادیں حکومتوں کے ارکان، ان آلات حرب کو فتنہ و فساد کے پھیلانے اور مظلوموں کو تباہ کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں اور اسلامی حکومت کے چلانے والے خداوند تعالیٰ کی مرضی اور قانون کے خلاف ایک کار توں بھی نہیں ضائع کریں گے بلکہ ان وسائل جنگ کا استعمال وہاں ہوگا جہاں خدا کا قانون اجازت دے اور صرف اس لئے ان چیزوں کو کام میں لایا جائیگا کہ فتنہ و فساد ختم ہو۔ انسانوں کی حاکمیت مٹ جائے۔ ظالموں سے مظلوموں کو نجات حاصل ہو اور ہر ملک میں خدا کا قانون عمل جاری ہو تاکہ انسانوں کو امن و چین کی پاک زندگی نصیب ہو۔ یا مثلاً اسلامی حکومت میں بھی ریڈیو اسٹیشن ہوں گے مگر موجودہ لادیں حکومتوں کی طرح اس مفید آلہ کو نذر ویر و سرود، جنگ و رباب، فضول ڈراموں، بے ادب ادیبوں کے سیکر متانوں، غزل گو شاعروں کی غزلوں اور جھوٹ اور کذب و افرا کی اشاعت کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ اس خلافتی احکام و قوانین، اخلاقی تعلیمات، مفید و توجیز رفتار آلات اور قوم کو حقیقی طور سے مضبوط کرنے والے مضامین کی اشاعت و تبلیغ ہوگی ہر قسم کے کارخانے مزدور ہوں گے مگر سرمایہ دار مالکوں کو بے اجازت نہوگی کہ مزدوروں کی جائز مزدور سے زیادہ کچھ من بدن موٹے ہوتے جائیں۔ اور شب و روز کام کرنے والے مزدور اداران کے بال بچے بھوکے اور تنگ پھر رہیں بلکہ ان کو مزدوروں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور یہ شک ہونے سے قبل ہی مزدور کو کسی انجمن و دہلی جائیگی۔ منڈیوں، بازاروں میں رونق اور چل پھل رہے گی۔ دکانوں، بوٹوں کی زمین و فوسد و حقیقی بڑھائی جاسکے بڑھائی جائیگی مگر اسلامی حکومت اس کو برداشت کبھی نہ کرے گی کہ وہ رونق و شرب خانوں، جاندار کی تصویریں، سیناؤں، سینگ و فیون کے ٹھیکوں یا اور اس قسم کے ناجائز اور شراب و خلاق کاموں کی وجہ سے ہو یا دھوکہ و فریب، ناواقفوں کو ٹھگے، سٹہ بازی اور دیگر مارکیٹ منڈیوں کا کاروبار چلائے جو تجارت کو خوب ترقی دے دی جائے گی مگر خدا و رسول کے احکام و قوانین اور مولیٰ و ضوابط کے ماتحت ہی سب کچھ کیا جائے گا۔ الغرض یہ بالکل کی بالکل عقل اور ایمانی عناصر میں ہے اور مترغین نے یا تو نظام اسلامی کو سمجھا ہی نہیں یا جان بوجھ کر اپنی خود غرضیوں کی وجہ سے تکلیفیں کیا کرتے ہیں۔

اصل میں نظام اسلامی سے ان لوگوں کو خوف زدہ ہونے کی ایک نئی وجہ یہ ہے کہ اس نظام میں ان کی شہی و وفاہیت ہر چیز سے ہر طرح کی لطف اندوز کیا ہو گا ٹھٹھو اور خود مختار و قدر کے مواقع حاصل ہو سکیں گے پاکستان میں ایک طرف تو انھوں نے غریب و محتاج، یتیم و بیچارہ بچوں کو تربیت دیں۔ محنت تاب شرف و زاریاں ستر پوشی تک پہنچائیں، باتیں گری سروسے کیلئے پڑھانے کی سہولتیں دیں، اور دوسری طرف چنڈ غصوں اور لاقوم کے خزانہ پر مسلط ہیں اور گراں بار مشاہروں اور الاؤنسوں سے خزانہ پاکستان کو خالی کر رہے ہیں اور بھوکے بچے کی قوم سے حاصل کی ہوئی یہ رقمیں بھر شرب و کباب اور چنگ و رباب کی نذر ہو جاتی ہیں۔ پارٹیوں میں اڑائی جاتی ہیں دیا و حیر کے چوڑور، راز و دلوڑ اور مسلمان آرائش و زینت میں صرف کی جاتی ہیں۔ لیکن مرغابیوں کے شوق کے خاطر مرہین تالاب بنائے جاتے ہیں اور کس کو طحی کی زمینت کے لئے ۳۰ ہزار روپیہ یا بچہ پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور اگر پاکستان میں نظام حکومت کیلئے فاروقی دھوکہ نہ ہو تو یہ عینا شیل اور بدستیں پھر کہاں گوارا کی جائیں گی۔ بلکہ ہر وقت تو سادگی ہوگی اور قوم کے ادنیٰ فرد کی طرح ان کو بھی کھانا، پینا، پہنا اور رہنا سہنا ہوگا۔

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اردو انگریزی اخبارات کے حوالہ سے مشاہیر پاکستان کے مشاہیر وں اور اڈوں کی ایک سرسری سی فہرست شائع کر کے لکھا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور سعادت میں امیر المؤمنین بن کر کس طرح زندگی گذاری تھی اور موجودہ سلاطین حکومت کے ارکان و عمال کس رنگ میں قوی خزانہ کو تہہ کد ہے ہیں۔ اس پر بھی ہر ایک کا گمان ہے کہ صاحب اب وہ دور اور تھا اب دور آفہ ہے۔ اس زمانہ میں سادگی ہو سکتی تھی۔ اب حکومت کا ایک رکن اور قلم کار یا سادگی کیساتھ گزار کر بھی نہیں سکتا وہ مجبور ہے کہ ہر معاملہ میں بی نشان دکھائے تب غریبوں کی نگاہوں میں وہ عزیز ہو سکتا ہے ورنہ پھر اس کو لوگ حقارت کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان کی ذہنیوں کو دیکھ کر ہم نے خود لکھتے ہوئے اس قسم کے اعتراض کو محسوس کیا تھا اور دفعہ دخل و قدر کے طور پر آخر میں یہ الفاظ لکھ دئے تھے ”یہ درست ہے کہ زمانہ کی تبدیلی اور تمدن کی ترقی سے اس دور اور اس دور کے اخراجات و ضروریات میں فرق ضرور پڑے گا لیکن آخر تا بھی تو نہیں۔ اگر ان حضرات خلفاء راشدین کی طرح مبنا مشکل ہے تو کم از کم اس راہ پر تو چلنا چاہئے اور کچھ جھک تو ان کی ہونی چاہئے۔ اہل نظر حضرات کیلئے تو ان محل الفاظ میں تفصیلی جواب بل گیا مگر بعض لوگوں کیلئے تفصیل کے ساتھ بیان کے بغیر چارہ نہیں اول تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ سادگی کے ساتھ اس زمانہ میں گزارا نہیں ہو سکتا اگر اس زمانہ کے اعتبار سے وہ سادگی تھی جس کا غورہ خلفاء راشدین نے پیش کیا تو اس لحاظ سے موجودہ دور کی اینگنیوں کے اعتبار سے اب بھی سادگی کا جو معیار مقرر کیا جاتا ہے وہ ایک ایسا معیار ہے کہ اس عمل کے بغیر حقیقتہً کوئی وقت نہیں جس قدر عام افراد کو ہمیں ضروریات زندگی کیلئے صحیح کیا کرتے ہیں اگر اس قدر اخراجات جائے جس تو یہ بات تو درست ہوتی مگر یہاں تو یقیناً اسراف تیز اور جھڑت اخراجات سے کام لیا جا رہا ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ کا خوف، قیامت کا یقین کامل ادبانی ذمہ داری کا احساس موجود ہو تو خود بخود ہر شخص سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میری لایہ ضروریات کیا ہیں؟ اور وہ کونسی چیز ہے جہاں سے آگے بڑھ کر خرچ کرنے کیلئے مجھے قوی خزانہ جس سے ایک پیسہ لینا بھی حرام و ناجائز ہے۔ خود کو بھی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہم مسلمانوں کے سامنے ایک غیر مسلم کا فعل و عمل پیش کرتے ہیں مگر کیا کریم جب مسلمان ہی ہیں وہ میں اسلام کا نام اہل اور اسلامی حکام کی پابندی کو موجب حقارت و ذلت سمجھتے ہیں تو ان کو غیرت دلائے کیلئے مسلم آئین کا قہر کا نمونہ پیش کئے بغیر چارہ نہیں۔ گاندھی (اس مدعی کیست بٹے بیٹھے۔ مگر یہی ہندو قوم کو اس ترقی دی و ہندو دنیا میں دشنام لگا دیا مگر یہی تعلیم یافتہ اور مغربی قوانین کا ماہر تھا ۱۹۳۲ء میں جب ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس کی وزارتیں قائم ہوئیں تو وزیر عدلیہ کو کامروا بھنگلے بارہ میں گاندھی جی بھری جن اخبار میں ایک پیام جایا اور تمدن و تہذیب اور رنگینوں و عہد شیروں کے اس زمانہ میں اس نے ہدایت دی کہ جس کو رام چندر جی اور کرشن کے متعلق نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ تاریخی شخص ہیں جن کو دنیا کی ان دو ہستیوں کے طریقہ کار پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے جنہوں نے عدل و انصاف کا بہترین نظام قائم کیا یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور چنانچہ گاندھی جی مشورہ کے مطابق کانگریسی ہندو نے ۵۰۰ پیسہ ماہوار تنخواہ کی حالت میں دھرم پور میں وزیر کی تنخواہ تین ہزار روپے تھی۔ اس قدر کو چھوڑ دیجئے کہ کسی شخص کی خدمت کا اندازہ کی موت کے بعد خود ہو جاتا ہے گاندھی جی قتل کے بعد عالمگیر رستم سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ موجودہ دور میں اس کی کتنی بڑی شخصیت تھی مگر اس کی سادگی دیکھئے۔ ایک دھوئی پہنا، معمولی غذا کھانا، بکری کا دودھ پیتا، اور اکثر جاگ بھنگیوں کی بستی میں ایک کٹہی کے اندر رہتا۔ ہمیشہ ساڑھی ہی لباس رکھا۔ وقت کے سب بٹے بادشاہہ جاری خیم سے ملتا تو اسی بہتیت میں انگلستان گیا وزیر یا ایم پی کے ممبروں اور بڑے سے بٹے انگریزوں سے ملاقات کی تو اسی لباس میں ہندوستان کے لوگوں کے گھٹنوں گھٹکوں کی ان ہاں باغز مہمان بن کر گیا مگر اپنی حالت میں کچھ تبدیلی نہ کی۔ اس زمانہ ہی میں ہندوستانی سادگی کے باوجود اس کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور کسی اس کو حقارت و لمہانت کی نگاہوں سے دیکھا۔ سرکرپس، وزارتیں، مشن کے دوسرے ممبر، روز و ریلٹ

انسان اور شیطان

— ادا —

نزول قرآن سے پہلے اس بوڑھی دنیا نے حق و باطل کی ہزاروں سرگرداں کرنا، دیکھیں، قوموں کے عروج و زوال کا مشاہدہ کیا انبیاء علیہم السلام کی دعوت و پکار سنی، کفر کی ذلت، ناکامیابیاں، اور ہلاکت آفرینیاں ضبط کیں، اسلام کی رفعت، فائز الملام، انسانیت کو ازلیں، اعدیات پر در مناظر دیکھے، اور ہزاروں لاکھوں نامہ، کاغذ، جگڑا اور مٹ باندھیا، اور سب کچھ بھول گئی، مگر ایک ناقابل فراموش حقیقت اسکی وسیع و عریض پیشانی پر مرقوم رہ گئی کہ حق قائم رہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ حق قائم رہنے کیلئے اور باطل مٹنے کے لئے ہے۔ جو انسان حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہیں وہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں اور جو باطل کی طبع داری کو اپنا شعار بناتے ہیں وہ صفحہ ہستی سے گردوغبار بن کر اڑ جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسی زندہ و تابندہ اور ناقابل انکار حقیقت ہے جس پر دنیا بھر کے منکر خدا انسان اور مادہ پرست کوئی پوچھ ڈال سکے اور نہ ڈال سکتے ہیں۔ کوئی علم، کوئی عقل، کوئی فلسفہ، کوئی منطق، کوئی تزیین اور کوئی فن حق و صداقت کو نہ مٹا سکا اور نہ مٹا سکتا ہے دنیا کی تاریخ کا یہی ماحصل اور خلاصہ ہے۔

حق کیا ہے؟ تب یہ بات ہے تو ہر سعادت مند انسان کا فرض اولین ہے کہ وہ نہ انسان ہی نہ بنارس ہے۔ اپنی ساری زندگی محض حیوانی تقاضوں کو پورا کرنے اور لذات و فحاشیات کی پیروی میں ہی صرف نہ کرے بلکہ اپنی طبعی زندگی کو باقی رکھتے ہوئے یہ بھی سوچے اور سمجھے کہ وہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ انسانیت کسے کہتے ہیں؟ ارتقاء انسانیت اور شرف انسانیت کا ضابطہ حیات کیا اور کہاں ہے؟ اور حقیقی فلاح و نجات کس امر میں ہے؟ جو انسان انسان ہوتے ہوئے بھی ان سوالوں کو حل نہیں کرتے، حق و صداقت اور شرف انسانیت کی تلاش و جستجو نہیں لگتے، اور اپنے مقصد حیات کو اپنے سامنے نہیں رکھتے وہ انسانیت کے دامن پر بھگوانا اور اس کے ماتھے کا کلنگ کاٹتے ہیں، زمین کا بوجھ ہیں، علم و عقل کا فضل ہیں، اور جو انھوں سے بھی بدتر ہیں۔ آج دنیا کے تمام انسان امن و راحت، سکون و طمانیت اور سچی تہذیب و تمدن کو اسی لئے ترس رہے ہیں کہ انھوں نے اپنی انسانیت کو طلاق دے دی ہے۔ اپنے مقصد حیات کو نہ سمجھنے کی تم کھا رکھی ہے۔ دنیا کے وہ انسان جو علوم و فنون، عقل و حکمت اور تمدن و سیاست پر چائے ہوئے ہیں جو ترین طاقت ہیں، حیا سر و بدکار ہیں اور ظالم و مفسد ہیں۔ انھوں نے اپنی بڑھتی ہوئی مادی خواہشات اور بوس اقتدار کی تسکین کیلئے تہذیب و بہت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ دنیا کا امن و قانون اور انتظام و سائنس انھوں کے ہاتھ میں ہے۔ انھوں نے دنیا والوں کی نگاہوں پر حقیقت اچھل کر دی ہے کہ انسانی زندگی کا مشیختہ خیر مادی روحانیت میں ہے۔ وہ اپنی مادی کامیابیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور اپنے ساتھ تمام دنیا کے انسانوں کو اسی میں غرق کر دیا ہے۔ انھوں نے حق و باطل کی تمیز کو مٹا دیا ہے۔ ان کے نزدیک حق وہ ہے جو ان کی اپنی فلت، اپنی قوم اور ان کے ملک کو زندہ بنوے اور باطل وہ ہے جو ان کی قوم کو نقصان پہنچائے۔ آج اقوام عالم اپنی ذات، اپنی قوم، اور اپنے ملک کے مین بنوں کو بوجھ رہی ہیں۔ ان کو انھوں نے اور دین کا درجہ دے رکھا ہے۔

یہاں پہنچ کر حق بکارتا ہے کہ وہ مسلمان جو اپنے پاس قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کے سرمایہ رشد و ہدایت کو لئے بیٹھے ہیں۔ اور جگہ کام دنیا میں عدل و نیکی کا قیام اور اقوام عالم کی رہنمائی و دیکھ بھری تحفہ کہاں ہیں؟ شواہد و نظائر اس کا جواب دیتے ہیں کہ وہ بھی دنیا کی دوسری گمرہ اور سادہ پرست قوموں کی طرح ایک قوم بن کر رہ گئے اور آج شیطان برسرِ اقتدار قوموں کو فتنے میں لے کر اپنی کامیابی پر سرور و شادان۔ اور شیطانی قوتیں خدا کے سادہ دل بندوں کو نس قوم اور وطن کا چا جاسی بنا کر نیکی کی جہی بونی خواہشوں اور قوتوں پر فائدہ مند ہیں۔

کیا دنیا کے حق پرست نیک مسلمان اور ارباب علم و بصیرت دنیا کے تمام انسانوں کو یوں نفس و شیطان کے قبضہ و تصرف میں دیکھ کر تلخ و خوش نہ سمجھتے ہیں گے؟ اور کیا وہ چھائے ہوئے باطل سے ہم کر اپنے راحت کدوں میں فحلت کی نیز سوتے رہیں گے؟ اگر خدا خواستہ اس کا جواب ایشا میں ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اہل مدرسہ و خانقاہ یعنی ہمارے علماء و موفیاء علمی اور فکری طور پر مرتکب ہیں۔ ان کے قائل اند و قائل الرسول کے غلط درس و تدریس کے مشغلہ، اذکار اور خیال کے پروگرام، اور چلے اور مرتقبہ سب بیکار و بے اثر ہیں۔ جب ان کے ان محبوب مشاغل سے قیام حق و عدل اور نیکی کو قوت ہی نہیں ملے ہی تو یہ عبادتیں کس کام کی اور ان کے فضل و کمال کا صرف ذہنوں کی آرائش کی چیز ہے؟ پس ضرورت ہے کہ پرستار ان حق اور علمبرداران اسلام میدان عمل میں نکل آئیں۔ حق کو خود سمجھیں، دوسروں کو سمجھائیں اور پھر ان کے قیام جان کی بازی لگادیں۔

حق و صداقت ایسے الفاظ ہیں جو کج سب کی زبان پر ہیں مگر ان کے صحیح مفہم و مفاد سے سب بے خبر ہیں۔ اس نتیجہ یہ ہے کہ جو باطل کے پرستار ہیں وہ بھی حق کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں۔ لہذا خوب سمجھ لیجئے کہ کج انسانوں کے لئے حق یہ ہے کہ وہ اپنے اندر ایمان و عمل صالح کی صحیح روح پیدا کریں۔ اسی کی تبلیغ و اشاعت کے لئے انبیاء علیہم السلام آئے ہیں۔ ہمیشہ انسانوں کو ان کا مطالبہ ہی رہا کہ اے نفس شیطان کے بجائے جوئے انسانو! اگر تم اپنی فلاح و نجات چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور پھر اپنی زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں قوانین الہیہ کی پیروی کرو۔ تمہاری ذمہ داری، فکری اور روحانی گمراہیوں کا علاج ایمان ہے اور عملی مصلحتوں اور بربادیوں کا بد قرعہ اسلام ہے اور اس ایمان و اسلام کا نام ہی حق ہے۔ یہی حق ہے جو دنیا میں ہمیشہ باقی رہا اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ اس کو کبھی زوال ہوا اور نہ ہوگا۔ ہاں اس کے علمبرداروں کو زوال ہوتا رہا ہے اور آج دنیا کی بد بختی اور محرومی کا سبب یہ ہے کہ مسلمان جو علمبرداران حق ہیں۔ وہ اس حق کی قدر و قیمت سے نا آشنا ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ذہن اور عملوں میں حق و باطل کو گڈا کر رکھا ہے اس کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ باطل کیا ہے؟

باطل کسے کہتے ہیں؟ باطل حق کی نفی ہے۔ ضرورت ہے کہ یہاں دوبارہ حق کو پیش کر دیا جائے تاکہ ناظرین حق کی نفی میں کو اجماع پانچ لیں اور پھر اس کو عملی زندگی سے خارج کرنے کی کوشش کریں۔ حق سے مراد یہ ہے کہ یہ جہاں بہت دیر ہو رہا ہے اللہ کے پیچھے چلا ہے، جو ہمیں آنکھوں سے نظر آ رہا ہے اور محسوس ہو رہا ہے۔ دراصل ایک خالق، مدبر اور بادشاہ کی سلطنت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو بنایا ہے، وہی اس کا مالک ہے، وہی اس کا حاکم ہے، وہی آسمان و زمین کا مدبر ہے، انسانوں کا خالق و مفضلان ہی کے ہاتھ میں ہے، وہی انسانوں کا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی اس سلطنت یعنی اس دنیا میں اسی حاکم اور اسی کا قانون چلنا چاہئے۔ انسان پیدائشی رعیت ہے۔ وہ بندہ ہے۔ اسے بندہ ہی بن کر رہنا ہوتا ہے۔ اسے فکرائی اور قانون سازی کا کوئی حق نہیں۔ انسان پر انسان کی حکومت نہیں ہونی چاہئے۔ انسانوں کو انسانوں کی غلامی و دگرگنی چاہئے۔ کیونکہ سب انسان اللہ کی رعیت ہیں۔

ان کو نفع و نقصان کا علم نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے کوئی نظام زندگی بھی نہیں بنا سکتے۔ پس انسانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ خدا کی ہستی کا پورا یقین حاصل کریں۔ خدا کی صفات کا علم بھی حاصل کریں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ خدا ایک ہے خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ غلامی کچھ دیکھنے سننے والے ہیں۔ ان کو صرف اس کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی پیروی کرنی چاہیے۔ یعنی اپنے تمام عقائد و افکار اور اخلاق و اعمال پر خالق الہیہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ اس پیروی میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو سامنے رکھنا چاہیے اور اس بات پر بھی ایمان رکھنا چاہیے کہ اگر ہم احکام الہیہ کی پیروی کریں گے تو اس سے نجات آخری اور نئے جنت حاصل ہوں گے اور اگر نافرمانی کریں گے تو عذاب الہی اور دوزخ کے سزاوار ہوں گے یہ ہے حق۔

اسکی تعین باطل یہ ہے کہ یہ سارا دنیا کا نظام ایک اتفاقی ہنگامہ ہے۔ محض مادہ کے تخیل میں مادہ کی کارفرمائی کا نام ہی دیا گیا ہے یہاں نظام کائنات میں کسی خالق و مدبر کی حکمت و مصلحت کو کوئی دخل نہیں اس ہنگامہ بود و ہستی میں کوئی مقصد کارفرما نہیں۔ یہ یونہی بن گیا۔ یونہی چل رہا ہے۔ اور یونہی بے نتیجہ ختم ہو جائیگا۔ اس کا کوئی خدا نہیں۔ آخرت محض ایک فرضی افسانہ ہے۔ جب اس کا خدا ہی کوئی نہیں تو وحی و نبوت بھی کوئی چیز نہیں نیکی و بدی اور عذاب و ثواب کا مہموم بھی غلط ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ یہ دنیا موجود ہے۔ اس میں انسان بھی موجود ہے۔ یہ دنیا انسان کے لئے ہے اور انسان محض کھانے، پینے، پہننے، جامع کرنے، دل کے جوڑے کھانے، اور مر جانے کے لئے ہے۔ گویا انسان ایک قسم کا جانور ہے۔ اسے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ اس کو کس نے پیدا کیا؟ کیوں پیدا کیا؟ اور۔ اسکی زندگی کا انجام و مال کیا ہے؟ اسے تو صرف اپنی خواہشات کی تفصیل و تکمیل میں مصروف رہنا چاہئے اس کے تمام جذبات و احساسات، افکار و عقائد اور اعمال صرف پیٹ سے پیلا ہوتے ہیں لہذا اسے اپنا پیٹ بھرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ تمام انسانوں کو رہنے کے لئے مکان، پہننے کے لئے پیرا پیٹ بھرنے کے لئے روٹی، جامع کرنے کے لئے عورت، بچوں کی پرورش کے لئے مال، اور خواہشات کی تکمیل کیلئے آلات و ذرائع ملنے چاہئیں جس اس زیادہ زندگی کی ضرورتیں اور مسائل کچھ نہیں انسان کی تمام فکری و عملی قوتیں، جدوجہد اور کوششیں صرف پیٹ کے بھر پر گردش کرنی چاہئیں۔

سیاست کو مذہب الگ ہونا چاہئے۔ مذہب انسانی زندگی کا ضمیر ہے۔ ایک پرائیویٹ معاملہ ہے اس کو صرف مسجد و خانقاہ، مندر اور گرجا تک محدود رکھنا چاہئے۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ انسانی تمدن میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ فرد کا جانت سے کس قسم کا تعلق ہونا چاہئے؟ اپنی حکومت کے قیام و استحکام میں کیا کیا وسائل و ذرائع اختیار کرنے چاہئیں؟ ملک کا سیاسی اور اقتصادی نظام کیسا اور کیا ہونا چاہئے؟ بچوں کو اور عورتوں کو کیا کیا حقوق اور مراعات دیں چاہئیں؟ شہری حقوق کیا ہیں؟ انسانوں کے باہمی معاملات میں دوست کے بدلے؟ دھرم و دھرم یہ سب مسائل و معاملات ہر قوم اور ہر ملک کے حکمران و مدبر اور ارباب حل و عقد خود طے کریں گے۔ اس بنیاد پر کہ انسانوں کو اپنے اوپر کچھ حکومت کرنے اور اپنا نظام حیات بنانے کا حق حاصل ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں مذہب و اخلاق کی اجتماعی حیثیت سے افکار کر رہی ہیں۔ مسلمان بھی انہیں میں داخل ہیں۔ آج کل کی تمام حکومتیں خواہ وہ اشتراکی ہوں یا جمہوری، مذہب اور اخلاق کے بندھنوں سے اپنے آپ کو آزاد تصور کرتی ہیں۔ اور سیاست کی دنیا میں بیٹے گنوا گیا ہے کہ ملک کو ان سے آزاد کرنا چاہئے۔ ملک کا فرض ہے کہ وہ اپنی بقا و استحکام کے لئے حصول قوت و اقتدار میں کوشش کرے جس میں کیلئے بڑی اور بڑی خطائی روا نہیں بلکہ فرض ہے کامیاب مدبر اور لائق سیاست کا مدبر ہو جو اعلیٰ درجہ کا سمجھوتا، کامیاب فہمی اور ابن الوقت ہو۔

آج دنیا میں دو چیزیں سب سے بڑی سمجھی جا رہی ہیں۔ قوم اور وطن، انہی حد سے بڑھی ہوئی محبت و عقیدہ اور وفاداری نے انسانوں کو قوم پرست اور وطن پرستی کی گراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اسی گراہی سے ہزاروں قسم کی خرابیاں، مکرریاں اور بربادیاں پیدا ہو کر اس دنیا کو جہنم زد بنا رہی ہیں اور انسانوں کو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے کتے، بندر، شیر، چیتے، بھیڑے، سانپ، اور کچھو بنا رہی ہیں۔ یہ ہے وہ باطل جو آج ساری دنیا پر چھایا ہوا ہے۔

مسلمان اور باطل پرستی جس دنیا میں اس باطل کا سر پیل رہا ہے۔ ہمیں مسلمان بھی آباد ہیں اور کھڑوں کی تعداد میں، انہی حکومتیں بھی ہیں، انہیں بہترین شاعر، ادیب، مفکر اور مدیر بھی ہیں، علماء و موفیا بھی ہیں، ان کے پاس قرآن اور صاحب قرآن کی سیرت بھی موجود ہے۔ اسلامی تاریخ کے روشن ابواب بھی ان کے سامنے کھلے ہوئے ہیں اور وہ قوم پرستی اور وطن پرستی کے ہاتھوں انسانوں کی تباہی و بربادی بھی دیکھ رہے ہیں مگر ان کا سوا بھلائی کچھ نہیں جانتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ کتاب و سنت کو لیکر اٹھتے اور اس چھائے ہوئے باطل کے پرچے اڑائے اور قیامت کی کوشش میں ہر دھڑکی باری نکالتے۔ مگر وہ یہ حال دیکھ رہے ہیں کہ اسی باطل پرستی کا شکار ہیں۔ ہماری سیاسی و تمدنی زندگی جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ انہیں جانتے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اسلامی نظام کے قیام ہی میں نہ صرف مسلمانوں کی فلاح و ترقی ہے بلکہ تمام انسانیت کی نجات و سعادت ہے۔ وہ اپنی جہالت و نادانگی سے مسلمانوں کی حکومت اور اسلامی حکومت میں کوئی فرق دانتا نہ کر رہے ہیں۔ ان کے دل و دماغ پر غیر اسلامی افکار و نظریات اور لادین سیاست کے موٹے موٹے پردے بڑے ہوئے ہیں ان کی خود غرضی و دوسرے اقتدار ان کو اسلامی زندگی اور اسلامی سیاست کے نزدیک نہیں آنے دیتی۔ وہ ہر چیز کو اسلامی احکام کی روشنی میں نہیں دیکھتے۔ انہیں جذبہ کے تحت دیکھتے ہیں۔ انہیں مذہب و اخلاق سے بھی بڑھ کر دوسری قوموں کی طرح اپنی مملکت پیاری ہے۔ وہ اپنی مملکت کے بقا و حکما میں دبی وسائل و ذرائع استعمال کرنا لازمی سمجھتے ہیں جو دوسری حکومتیں استعمال کرتی ہیں۔ وہ بھی کفار و مشرکین کی طرح اپنے اجتماعی نفع و نقصان کو اپنی عقل و پسند سے تجویز و معین کرتے ہیں اور انہوں نے بھی اپنی سیاست کو اپنے مذہب سے الگ اور اخلاق سے آزاد کر رکھا ہے۔

صدیوں کے سکون و محمود، غلامی و محکومی، زوال و انحطاط، اور اختیار کی تقلید و پیروی نے مدبرین سیاست کی فکری صلاحیت کو مفلوج، تخلیقی قوتوں کو ناکارہ اور عملی توانائیوں کو پڑ مردہ بنا رکھا ہے۔ وہ اسلام کے متعلق کچھ نہیں جانتے مگر سب کچھ جاننے کے مدعی ہیں۔ اپنی پسند و ناپسند سے جو کچھ بھی کرتے ہیں اسلام کا نام لیکر کرتے ہیں۔ خواہ وہ اسلام سے صریحاً بغاوت ہی کیوں نہ ہو۔ جو لوگ دن رات اسلامی احکام کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں وہی اسلام کے سب سے بڑے ہائی سمجھے جاتے ہیں۔ نفاق و دیاکاری سستی لیڈری اور بڑی سے بڑی کامیابی کا سب سے بڑا گڑ اور سیاست دان ہے۔ نفس پرستی نے قوت پختہ کارستہ روک رکھا ہے + انصاف نے اصلاح پر قابو پا رکھا ہے۔ اغراض و مفاد کا عشق بھوت بن کر دماغوں پر سوار ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے بندے ایمان، اخلاص، ایثار، علم و بصیرت، عزم و ہمت اور صلاحیت کا رکی دولت سے مالا مال ہیں۔ ان کو کوئی۔

دو کوڑی کو نہیں پوچھتا۔ جو آگے آنے کے قابل ہیں وہ پیچھے ہیں اور جو پیچھے دھکیل دینے کے لائق ہیں وہ آگے ہیں۔ مخلص دریا مار کی تیز اس طرح مٹ چکی ہے کہ اخلاص و دریا کاری کے الفاظ ہی بے معنی ہو کر رہ گئے۔

مطلب یہ کہ جن لوگوں کو دنیا کی اصلاح کرنی تھی وہ محتاج اصلاح ہیں جو بھولے بھٹکوں کو راستہ بتا کر رہتے تھے وہ خود اپنے گھر کا راستہ بھول ہوئے پھر۔ جو متبع دین و اخلاق کے سب سے بڑے ہیں وہ محافظ تھے وہ خود اس متبع بے ہوا کو لٹا بیٹھے لہذا کیوں نہ آج شیطان اپنی کامیابی پر نازاں ہو اور کیوں نہ دنیا میں شیطانی و طاغوتی طاقتیں جھکیں؟

آئیے اب یہ معلوم کریں کہ شیطان کو یہ کامیابی کیوں اور کیسے نصیب ہوئی؟ اس نے دنیا کے تمام انسانوں کو کن جالوں میں پھنسا کر گناہ اور مسلمانوں کو کس کس فریب اور طریقے سے ان کے مقصد حیات سے غافل کیا؟

انسان اور شیطان کی دشمنی اور قرآن اللہ تعالیٰ نے ملت مسلمہ کو خیر الامم بنایا تھا اور اس کا مقصد حیات یہ بتایا تھا کہ وہ "معرفة" کا حکم دے اور "منکر" سے لوگوں کو روکے یعنی دنیا میں ایمان و تقویٰ اور عدل و نیکی کو قائم رکھے اور کفر و شرک، بدعت و معصیت اور ظلم و فساد کو مٹاتی ہے تاکہ شیطان مفلوج و ناکام ہو کر رہ جائے۔ انسانیت کا بول بالا ہو اور ایمان باطلہ کی جگہ دین حق قائم ہو جائے۔

باری تعالیٰ عزوجل نے اس امت کو اپنی آخری کتاب کی وراثت کے لئے منتخب کیا تھا اور یہ تاکید و ہدایت کی تھی کہ اس کتاب کو اپنے لئے غلطہ حیات بنانا اور نفع انسانی کے سامنے بھی اسی غلطہ حیات کو رکھنا اس کو ایک ایسا دین عطا ہوا تھا جو ہر غیر فطری نظام اور لالچ و فساد

لاکڑی عمل کیلئے پیام موت تھا۔ اسلامی نظام کا فطری نتیجہ وہ سب کچھ تھا جس کی تلاش و جستجو میں اقوام عالم حیران و سرگردان ہیں اور قرآن مجید نے

اپنے پیروں کو پوری وضاحت و تاکید کے ساتھ یہ سمجھا دیا تھا کہ دیکھنا کفار و مشرکوں کے افکار و اعمال کی پیروی نہ کرنا بلکہ اپنے تمام افکار و اعمال کو اللہ کی کتاب کے مطابق و ماتحت رکھنا۔ تمہارے پاس سب کچھ ہے اور دوسروں کے پاس کچھ بھی نہیں اس لئے تمہیں دوسروں کی تقلید و پیروی کی ضرورت

نہیں بلکہ دوسرے تمہاری تقلید کرنے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ تم دین و دنیا کی تمام فائر المراسم اپنے سامنے رکھ بیٹھے ہو۔ تمہارے کلمات کی کچھ اور بات

پاس میں روحانیت کی تسکین و تقویت کا سامان تمہارے پاس موجود ہے۔ اور تم مومن ہوتے ہوئے دنیا کی کسی طاقت سے کسی بات میں مات نہیں کھا سکتے۔

علیہ داراں اسلام کو قصہ آدم میں کھول کر بتا دیا گیا تھا کہ انسانی زندگی کا آغاز کیسے ہوا؟ زندگی کیسے؟ انسانی زندگی کا روشن پہلو کیا ہے؟

اور تاریک پہلو کونسا؟ اس کا مرتبہ و منصب کیا ہے؟ وہ اپنے منصب خلافت کو کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اس کو کیا کیا سامان حیات دیا گیا ہے؟

اسے اپنی حفاظت و قیام میں کن چیزوں کو اختیار کرنے اور کن ہتھیار سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے؟ اوتار انسانیت کا راز کن اصول و

قوانین میں مضمر ہے؟ حیات جاویدان کا نسخہ کونسا ہے؟ الغرض اس قصہ میں عروج و زوال اور سعادت و ضلالت کے تمام اسرار و رموز اچھی طرح

سمجھا دئے گئے ہیں۔ قصہ آدم دراصل فطرت انسانی کی سیر گذشت ہے۔

حیات اجتماعیہ کی ابتداء اور کشمکش زندگی قرآن کریم نے اس سلسلہ میں آدم و ابلیس کی باہمی اور تیش کو پوری تفصیل سے

بیان کیا ہے۔ ابلیس کی سرکشی اور آدم کی لغزش کو کھول کر سمجھایا ہے ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ سرکش کا حرکت جذبہ فساد و افکار ہوتا ہے۔ اور

احساس لغزش کے بعد باہمی اور اصلاح حال کا دروازہ کھلتا ہے۔ نیز بتلایا کہ سرکشی کا مادہ بھی آدم کی فطرت میں ہے۔ اس لئے اس مادہ سے

جب ابلیس آدمؑ کے مقابل میں حصول خلافت سے محروم ہوا۔ آدمؑ کے مقابل میں منہ کی کھائی۔ اپنے انکار و تمرد اور تکبر و حسد سے راندہ درگاہ ہوا۔ اور دیکھا کہ ابیہ آدمؑ خدا کا نائب بن کر داد خلافت دے گا۔ اور اس کو سعادت و شقاوت کی دونوں راہیں سمجھا دی گئی ہیں تو اس کا وحش رقابت بھڑک اٹھا۔ حریف کی کامیابی نے چمکے پھڑپھڑائے اور غائب و خاسر ہو گیا۔ مگر ظالم نے جہت نہ ہاری۔

ابلیس کو خروج کا حکم اور مہلت چونکہ ابلیس نے آدمؑ کے مقابل میں شکست خاں کھائی تھی اور اس نے حکیم خداوندی کی بغاوت و سرکشی کا مترادف مظاہرہ کیا تھا اس لئے حکم ہوا۔

قَالَ اخْرِجْ مِنْهَا مَنْذُورًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَآ مَلَكٌ جَهَنَّمَ مِثْلُكُمْ اَجْمَعِينَ

فرمایا یہاں سے نکل جا ذلیل احمد اللہ ہوا۔ جو کوئی تیری پیروی کرے گا تو وہ تیرا ساتھی ہو گا اور میں البتہ الیا کروں گا کہ تم سب سے جہنم بھر دوں۔

ابلیس راندہ درگاہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ اس نے حکیم خداوندی کے مقابل میں بغاوت، سرکشی، تکبر، معصیت اور انکار کا اظہار کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ باری تعالیٰ سے بغاوت و سرکشی کرنا اور صاف و صریح حکم الہی کی تعمیل نہ کرنا حق ہے ابلیس ہے۔ پس جس انسان میں بھی بغاوت پائی جاتے وہ بھی ابلیس بصورت انسان یا ابلیس کا ساتھی ہے۔ جہاں انسان اس طرح ابلیس کا ساتھی بنا اور راندہ درگاہ و جہنم کا کندہ بنا۔ ابلیس کی سب بڑی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ انسان کو خدا تعالیٰ سے بغاوت و سرکشی کرنا سکھائے۔

ابلیس انسان کو خدا نے حقوں کے صاف و صریح حکم کے مقابل میں بھی قیاس و استدلال کرنا اور تعمیل حکم سے بچا سکتا ہے الیا قانون الہی کی پیروی بچے اور اپنی خواہش فرض کو پورا کرنے کیلئے تاویل کرے گا اور اپنی عقل کی ٹانگ اڑا دیتا ہے۔ ابلیس کے پیرو حق سرکشی کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی سب بڑی نعمت عقل کو اسی کی بغاوت و نافرمانی میں صرف کرتے ہیں انہی عقل قانون الہی کی گرفت بچے۔ نکلنے کے چیلہ و بہانے ڈھونڈتی رہتی ہے۔ چنانچہ یہ کہتے ملاحظہ ہوں۔ ابلیس نے کہا۔

اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (پارہ ۷ رکوع ۹ سورہ ہراف) میں اس پکیر خاکی سے کہیں بہتر ہوں۔ اُسے تو نے مٹی سے پیدا کیا اور میں آگ سے بنا۔

پیر انسانی فطرت یہی ہے کہ وہ خاک ساری، عاجزی و فروتنی کا اظہار کرے۔ اپنے علم، اپنی عقل، اپنی تدبیر، اور اپنی طاقت پر اتنا بھروسہ نہ کرے کہ انعام الہی کو پس پشت ڈال کر فدی سب کچھ بن بیٹھے۔ اس کے مقابل میں ابلیس فطرت یہ ہے کہ انسان اپنے علم و عقل اور تدبیر و دانش کے مقابل میں کسی کے علم و فہم کو مقابلہ خاطر نہ لائے۔ اپنے کو بہتر اور دوسروں کو ذلیل و حقیر سمجھنے لگے۔ مطلقہ کہ خاک کی طبیعت عاجزی و انکساری ہے۔ اہل آگ کی طبیعت برتری اور اٹھان ہے۔ نفس نیت کا سیلاب، لذت پرستی کی غلیانی غنہ کا بگولہ اور وحش انتقام کا شعلہ جہاں آگ کے ہی مظاہرے ہیں۔

بب ابلیس سے کہا گیا تو نے آدمؑ کو سمجھو کیوں نہیں کیا؟

قَالَ كَاَسَ جَدًّا لِمَنْ خَلَقْتَنِي طِينًا (پارہ ۱۰ رکوع ۱۰) کہا کیا میں اُسے سمجھ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔۔۔

ابلیس کا قیاس و استدلال یہ تھا کہ مٹی سے آگ بہتر ہے۔ مٹی ایک حقیر چیز ہے اور آگ بڑی چیز ہے۔ میں آگ سے بنا ہوں۔ آدمؑ جو ایک پکیر خاکی ہے اُسے

کیوں کچھ کروں۔ ابلیس نے کہا۔

قَالَ اَرَايَكَ هَذَا الَّذِي كُوْنَتَ عَلٰى الْاَيْدِیْهِ كَذِبًا

کہا کہ خداوند تو فرما کر تو نے اس (جبر) ہستی کو مجھ پر بٹائی دیدی ہے۔

اس تندہی، سرکشی اور انکار و بغاوت کی وجہ سے ابلیس کو حکم ہوا کہ جاؤ اکل چاؤ پہل سے تم مردود و ملعون اور راندہ درگاہ مجھ۔ اس کے جواب میں جاتے تو یہ تھا کہ ابلیس بوج و تاسف اور شرم و ندامت کا اظہار کرتا۔ اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوتا۔ گمراہ کہتا ہے۔

رَبِّ فَانْظُرْنِیْ اِلٰی یَوْمٍ یُّبْعَثُوْنَ (۱۵ رکوع ۷)

اے میرے پروردگار! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیدے۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝

باری تعالیٰ اکثر سے ارشاد ہوا مجھے قیامت تک کیلئے مہلت دیدی گئی۔

ابلیس کا چیلنج اب کہا تھا ابلیس کو مہلت مل گئی۔ انسانی اور ابلیسی کشمکش اور حق و باطل کے تقادم کا آغاز ہو گیا۔ اطاعت کوئی میں مٹھن گئی۔ نیکی و حسن کی مقام و متقارب قوتوں کی نبرد آزمائی سے انسان کے استحکام و عروج کا سامان ہو گیا۔ اور انسانیت کے جوہر کھیلنے کا

کا وقت آگیا اب ابلیس نے اپنی موت کی طرف سے مطمئن ہو کر کہا

قَالَ فَمَا اَعُوْیْتُ لَا قَعْدَتَ لَهْمُ صِرَاطِكَ

ابلیس نے کہا چونکہ تو نے مجھ پر سعادت کی راہ بند کر دی تو اب میں بھی ضرور ہلکا

الْمُسْتَقِیْمُ ۝ ثُمَّ لَا تَنْتَقِمُ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ

کہو گا کہ تیری سیدھی راہ سے جھٹکانے کیلئے ہی آدم کی آنکھیں بھڑکیں۔ پھر سامنے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ

جیسے ہے، دائیں سے اور بائیں سے (خوف نہ کر طرف سے اور ہر طرف سے) انہر پریش کرنا

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِیْنَ ۝

(ان کے پیچھے ان کے اور دین و اخلاق پر اذکار و اللہ کے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے)

(باقی آئندہ)

دارالعلوم عزیز میہ پھر (پاکستان)

شمالی پنجاب میں مسلمانوں کی سب سے بڑی دینی درگاہ دارالعلوم عزیز میہ بھیرہ میں معلوم عربیہ اسلامیہ کی نشر و اشاعت کا فرضیہ احسن طریق پر سرانجام دے رہی ہے۔ موجودہ دور میں ایسے مدارس کا بقا زکوٰۃ و خیرات و صدقات کے بغیر مشکل ہے مدارس عربیہ کے طلبہ جو صحیح معنوں میں احصائی و فی سبیل اللہ کے مصداق ہیں ان کی امداد کرنا ہر حساس و خیر مسلمان کا فرض ہے دارالعلوم میں مجلس طلبہ و تعلیم بچوں کو تسلیم و تربیت اور ان کے چلہ مصارف و نوک و لباس و کتب وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے اس کا خیر پر ہزار ہا روپیہ سالانہ وقف ہوتے ہیں جن کے پورا کرنے کیلئے کوئی ظاہری سہارا انہیں صرف بخیر و ہمد و ملت اصحاب کے عطیات سے ہی دارالعلوم قائم ہے ہذا زکوٰۃ و صدقات ادا کرتے وقت جس قدر روپے کے کچھ رقم اس مقصد کیلئے بنام **مہتمم دارالعلوم عزیز میہ بھیرہ (پنجاب)** ارسال فرمائیں اور ساتھ رقم کے معروض کی بھی تسعین فرمائیں تاکہ رقم صحیح مصرف پر ہی صرف ہو **اِنَّ اللہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝**

طریق فلاح

مولوی غلام حسین صفا

تاریخ ماضی اس پر شاہد ہے کہ اہم سابقہ نے جب خدائے قدوس کو روگردانی کی اور اس کے فرستادہ پیغمبر کو تعظیماً اور احکام خداوندی سے ہٹ کر کیا اور ہادی بقی پر تکلیف پہاڑ کر گئے۔ مختلف اقسام کی اذیتیں سوچی گئیں تاکہ ان کے اپنے استقلال پر غرور پیدا ہو جائے۔ جب کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونا مشکل بنے تو اپنے اہل و عیال کو بصورت نامرادی دیکھا۔ تو وہ بچے ہتھیاروں پر اتر کر اپنے نجات دہندہ کو دھکے دے دینا شروع کر دیا تاکہ اس کی سچی بات سنا کر کانٹن بن کر اللہ تعالیٰ جب اپنے رسول کو دیکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے پیغمبر پہنچانے میں کو تابی نہیں کی اور ان کے عقائد باطلہ اور رسوم بد و غیرہ کی روز روشن کی طرح تردید کی اور اس کے بجائے میرے احکام پر شکر کئے مگر انہوں نے اپنے استہوار سے ٹھکر کر دیا۔ تو عذاب الہی ان پر نمودار ہوا۔ عذاب الہی کو دیکھتے ہی پکارا اٹھتے تھے کہ اس نصیب سے سوا اللہ کے چلنے والا نہیں اور اپنے کئے پر نادم ہو کر گرا کر توبہ و استغفار کرنا شروع کرتے تھے جبکہ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَا نَحْلَ الْجَنِّبِ أَوْ قَاعِدًا
أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَانُ لَئِنْ
يَدْعُنَا إِلَى ضُرِّهِ مَسَّهُ

(پارہ ۱۱ سورہ یونس)

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیکن بھی بٹھے بھی کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پہلے پہلی حالت پر آجاتے ہیں گویا جو تکلیف پہنچتی ہے اس کے ہٹانے کیلئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔

جب مسلمانوں کی غفلت حد سے بڑھی تو دوسرے اپنی شان کبریائی منوانے کیلئے گھر والوں کو بے گھر کیا کر ڈروں اور لاکھوں کھیلنے والوں کو دیوہ گربنا اور بھوکوں اور بے کاروں کو لالہ کر دیا شریفین اور شرف زادیوں کو مدبر بھرایا لاکھوں درندہ خصلت خوشیوں کے ہاتھوں تکلیفیں پہنچائیں کہ یہ بھولے ہوئے پھر سے مجھے یاد کر لیں اور مجھ کو راضی کر لیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَآخَذْنَا مِنْهُمُ
بِالْبَيِّنَاتِ وَالضَّرَاجِعِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ فَلَوْلَا
إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ
وَزَيَّنَّ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا
مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۝
حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِهَا أُوتُوا أَخذْنَاَهُمْ بِغَتْمَةٍ
فَأَخَذَهُمْ مَتَابِلُوتُونَ ۝ فَفُطِحَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ
ظَلَمُوا ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور ہم نے پہلی اور امتوں کی طرف بھی جو کتاب سے پہلے پہلے پہنچا دیا تھا۔ سرہم نے ان کو بیکار کر دیا اور بیکار کر دیا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں سو جب ان کو ہمارا پڑا پہنچا ہی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑتے لیکن ان کو توبہ و توبت نہ رہے۔ اور شیطان ان کے اعمال کمان کے خیال میں آراستہ کر کے دکھاتا رہا۔ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے تو ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم غافلانہ پر ہیز کے دروازے کشا کر دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں کو بھول کر پہلی نصیحت ابتر لگتے ہیں ان کو دفعہ پھر توبہ باہمی حیرت نہ دے گئے۔ پھر ظالم لوگوں کی جڑ بکھا گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے

مگر آہ۔ اس قدر مٹا اٹھانے کے بعد کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی پھر بھی مسلمان خدا سے اتنا ہی دور ہے جتنا کہ پہلے تھا۔ مسجدیں ویسی ہی ویران ہیں۔ بارگاہیں

میں چل پھل اسی طرح ہے۔ سزا بکلی بہتات ہے جتنا کہ پہلے تھا۔ جو اقدار بازی کی دکانیں گم ہیں جب یہ حالت ہے تو یہ کلمہ کو کافر میں سے کہنا انبیاء و علیہم الصلوٰت و التسلیم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ دین کیلئے کمر بستہ ہو جائے اور اپنی اصلاح کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کی اصلاح رکھیں رنگ میں رنگنے کی کوشش کریں کیونکہ علاج و کامیابی اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہے۔ تاریخین شخص الاسلام کی خدمت میں آئندہ ہر راہ چلنا حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پرستی کی جائیگی جو کہ سب صلح سنت کی جود گی۔ اس بات کا خیال رکھنا جائیگا کہ لمبی احادیث نہیں ہیں کہ کوئی شخص بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کونسا چاہے تو اس کیلئے آسانی ہو

حضرت علی کریم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے اگر کسی شخص نے چالیس احادیث من امر دینہ (امور دین سے) یاد لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جلالت میں اٹھائے گا (مسکوٰۃ شریف)

کوئی شخص ہون کا بل نہیں ہو سکتا جب تک کہ عجم کو اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ سمجھے

عن علی و عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل و بن عمرو بن عباس و انس بن مالک و ابی ہریرہ و ابی سعید رضوان اللہ علیہم اجمعین قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً من امر دینہما بعثہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ فی زمرة الفقہاء و العلماء و فی روايتہ فی زمرة الشهداء (مشکوٰۃ) (۱) لَا یُؤْتَمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف)

کمال ایمانی ہرگز نصیب ہو سکتا جب تک آدمی خدا اور رسول کی محبت کو سب چیزوں پر مقدم نہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی خواہش اور آرزو کو نہ چھوڑے اور ایمان پورا نہیں ہو سکتا جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی محبت نہ ہو جائے کہ سب عزیزوں کی محبت اس کے آگے پہنچنے والے لگے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں جن کے درجہ سے خدا تعالیٰ نے ہر ایت قرآنی اور کتب نبوی اپنی امت کی خیر خواہی میں کی ذات کی نہ چھوڑی۔ محبت کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ذہن سے محبت محبت کہا کرے اور دوچار غریب یا کوملے بلکہ مدد عالجہ ہے کہ آپ سے اس درجہ انکس اور خود اس کا بھی دل چاہتا ہے کہ خوب دل کا ارمان نکالوں مگر خدا و رسول کی مرضی کے خلاف کچھ کر دیتا ہے اور شریعت میں ناجائز کچھ کر اس ارادہ بانساتا ہے۔ اسی پر دوسری باتوں کو خیال کر لینا چاہئے۔ جب درس میں دفعہ ہی طرح خدا و رسول کے حکم کے مقابلہ میں نفس کی خواہش اور رشتہ داروں کی محبت کو چھوڑ دے گا رفتہ رفتہ اللہ و فی علاقہ خدا و رسول کی محبت کا بڑھتا جائیگا اور یہ محبت سب کی محبت پر غالب مل جائے گی

انک اندک آب بر آتش بزن تا شود ناری تو نور لے بواختر

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری علامت یہ ہے کہ آدمی سنت نبوی کا پابند ہو کہ بہ عادت کو اور گناہوں کو چھوڑ دے شریعت محمدی کو درج

اور معنوی شیعہ کی بل و جان کوشش کرے

سب اچھا عمل ہے کہ آدمی بھی خدا کیلئے کرے اور دشمن بھی خدا کیلئے

(۲) افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ

یعنی اگر کسی سے محبت والافت ہو تو وہ خدا کیسے ہوا اور خداوند کی قربت آئے تو بھی دنیا کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خدا کیلئے ہو مثلاً ایسے لوگوں کو دشمنی رکھنے جو خدا و رسول کے حکموں کو نہیں مانتے۔ حرام کھا گئے ہوں۔ نماز روزہ کا پابند نہ ہوں۔ اور جو لوگ خدا کے فرمانبردار بند ہیں ان سے دوستی رکھے۔

یہ سب اعمال سے افضل اس لئے ہے کہ جب یہ مرتبہ حاصل ہوگا تو خود بھی تمام برے کاموں سے بچے گا اور اچھے کام اختیار کرے گا۔

(۳) احب الیہا الی اللہ اذوٰیہا وَاَنْ قُلَّ

جو عبادت کم ہو مگر ہمیشہ کرتا رہے وہ اس عمل اور عبادت سے بہتر ہے جو بہت ہو مگر چند روز کر کے چھوڑ دی جا مثلاً دو چار روز دس دس پائے قرآن مجید کی تلاوت کی اور پھر بالکل چھوڑ دیا۔ اس سے یہ اچھا ہے کہ ایک دو پارہ یا حسبِ مقدور پڑے اور عبادت کرے۔ یا دو چار

رائے بالکل عبادت میں گزارے اور مجھ پر دیا اس یہ بہتر ہے کہ ہمیشہ رات کو دو چار نعل رٹے لگے مگر ہمیشہ رٹے ہی طرح اور تمام اعمال کو دواماً کرنا افضل ہے

(۴) کُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَاتُکُمْ (بخاری مسلم)

آدمی جس قدر نیکی کے کام کرتا ہے اگرچہ بہت چھوٹے ہوں، صرف کا ثواب ملتا ہے۔ زبان سے کوئی نیک بات کہہ دینی، کیسی سفارش کر دینی، راستہ میں سے اینٹ پتھر دور کر دینے، اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی سے خوش ہو کر ملیں غرضیکہ ذرا ذرا سے ایسی باتیں ہیں جن کا ثواب اور اجر ملے گا۔

(۵) مَنْ صَلَّى عَلَىٰ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا
جو شخص نماز پر ایک مرتبہ دعا پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس کو دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے

خدا تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرمائے ہیں کہ جب کوئی شخص سرور کا نشان، فخر و موجودات پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس وقت آپ کے پاس پہنچ کر حاضر ہوتے ہیں اس
 اُمتی سے آپ خوش ہوتے ہیں اور خداوند قدوس کی طرف سے انعام ملتا ہے کہ دس مرتبہ اس (درود پڑھنے والے) پر رحمت کی جاتی ہے (باقی)

”عز فان قرآن“

(مولوی غلام بخش صاحب کوثر منشی قاضی درہلہ)

اَيَاكَ تَسْتَعِيْنُ

باری تعالیٰ سے ہے۔ اگر غریب سے طلب کی جائے تو استعانت غیر اللہ ہے مثلاً موت، حیات، رزق، شفا، بارش، نباتات، اولاد، معاش، امنی و سوامی کا رفع کرنا، گناہ کی مغفرت یعنی دستغفار ہے چیزیں یا مخصوص ذات حق سے مانگی جاویں۔ کسی نبی، کسی ولی، کسی فرشتہ سے چاہے حاضر ہو چاہے غائب ہو طلب نہ کی جائیں۔ ہاں ان چیزوں کو حصول کیلئے دعا کرائی جاسکتی ہے اور خود بھی دعا مانگے مگر خدا کو منظور ہو تو عطا کر دے گا اور لہذا اوقات عطا کر دیتا ہے ہاں کسی حکمت و مصلحت کے ماتحت کسی وقت کوئی چیز عطا کرے تو یہ الگ چیز ہے چونکہ وہ ذات پاک حکیم ہے قادر قویم ہے بے نیاز ہے اسکی قضاء پر راضی نہ ہاں ضروری ہے اگر کوئی حق ان چیزوں کو غیر خدا سے طلب کر لیا تو واقعی مشرک ہو جائیگا۔ چاہے وہ بزرگ حیات دنیا میں ہو چاہے قبر میں ہو آج کل کے دو بانی خیال کے مولوی صاحبان ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے اور ادھر وہاں مسلمانوں کو بھی قہر مالحین کے ساتھ جو سلوک رکھا ہے قابل مذمت ہے۔ دو لوگوں قابل اصلاح ہیں میری التجا علماء کرام کی خدمت میں ہے کیونکہ یہی گروہ عوام کا رہبر ہے اگر یہ گروہ اصلاح پذیر ہو جائے اور عوام کو حکمت سے اصلاح کرے تشدد و غلطی سے کام نہ لے جس علم مولوی صاحبان یہ کہتے ہیں کہ مشرکین کہ بھی اپنے بقول کو شیعہ جانتے تھے۔ ظاہر ہے چاہتے تھے جیسا کہ آپ کے ظاہر ہے ہو لایع شفعائنا عند اللہ بمرگوں کی بت ہوں یا تصویریں ہوں یا قبریں ہوں انکے مددگار نہ ہو کہ ہے واقعی یہ بات ٹھیک ہے لیکن حضور نبی کریم کی خدمت سے کہہ کر علماء اہل سنت و الجماعت کے نزدیک مالحین کی قبور کی زیارت مستحب اور سنت ہے ان کی تصویر یا بت نہ جائز ہے قبر کے ظاہر پر ہی کو خطاب کرنا بھی ناجائز ہے۔ فقہ مصلحین کے پاس ان ارواح کو اسلام علیکم کہا جائز ہے تو آخر حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ارواح کو موت نہیں دے زندہ ہیں۔ زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ فقہاء کرام کا اختلاف اس بات میں ہے کہ ارواح ہر وقت قبور کے پاس جتے ہیں یا کبھی حاضر ہو جاتے ہیں یا ہمیشہ ہی کی تحقیق ہے کہ قبور کے پاس ہی رہتے ہیں امام اعظم کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات غیر حاضر ہو جاتے ہیں۔

ہر کیف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ارواح کا اپنے قبور کے ساتھ عالم برزخ میں ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے۔ لیکن تصویر یا بت کے ساتھ تعلق نامکمل ہے بشرطیکہ مکر کے نزدیک بقول کی تحقیق چاہے وہ حق کے بت تھے یا مالحین کے بت تھے ان کے ساتھ ارواح کا تعلق قائم رکھنا سخت حماقت تھی۔ پھر ان ارواح سے یہ چیزیں بلکہ راست مانگنا بیخدا سے لگنا ہر طرح سے شرک قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے شرک کی سخت مذمت فرمائی ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ لہذا ہر گرجا و عمام مسلمان کو اولیاء کرام کی قبور کی زیارت کا شرعی طریقہ سیکھنا سچا ہے ورنہ بوجہ عدم علم شرک کا حضور ہے۔ جس طرح و منہ۔ نماز۔ زکوٰۃ حج و روزہ کے مسائل سیکھنا ضروری ہے اسی طرح زیارت قبور کا طریقہ بھی شرعی طریقے سے کیا جائے۔ حج نماز اور غلط نماز میں فرق ہے۔ حج معذہ اور غلط معذہ میں فرق تو یہ ثابت ہے۔ اس طرح قبور کی حج زیارت اور غلط زیارت میں تمیز کریں نہ کی جائے۔ علماء کرام کو زیارت قبور کے مسائل بھی ظاہر کرے چاہئیں تاکہ عوام شرک سے بچ سکیں۔ امام ابن تیمیہ اصل کی حافت کے علماء کرام کے کتاب الوسیلہ کا خلاصہ جلیلہ میں صاف طور پر اس بات کا انکار کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد موت کسی جوت کیلئے دعا۔ استغفار شفاعت نہیں کر سکتے۔ قیامت کو شفاعت کریں گے۔ لہذا ان کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر ان کی روح مقدس کو خطاب کر کے دعا کیلئے استدعا کرنا ناجائز ہے۔

مذمت ہے۔ زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ فقہاء کرام کا اختلاف اس بات میں ہے کہ ارواح ہر وقت قبور کے پاس جتے ہیں یا کبھی حاضر ہو جاتے ہیں یا ہمیشہ ہی کی تحقیق ہے کہ قبور کے پاس ہی رہتے ہیں امام اعظم کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات غیر حاضر ہو جاتے ہیں۔ ہر کیف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ارواح کا اپنے قبور کے ساتھ عالم برزخ میں ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے۔ لیکن تصویر یا بت کے ساتھ تعلق نامکمل ہے بشرطیکہ مکر کے نزدیک بقول کی تحقیق چاہے وہ حق کے بت تھے یا مالحین کے بت تھے ان کے ساتھ ارواح کا تعلق قائم رکھنا سخت حماقت تھی۔ پھر ان ارواح سے یہ چیزیں بلکہ راست مانگنا بیخدا سے لگنا ہر طرح سے شرک قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے شرک کی سخت مذمت فرمائی ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ لہذا ہر گرجا و عمام مسلمان کو اولیاء کرام کی قبور کی زیارت کا شرعی طریقہ سیکھنا سچا ہے ورنہ بوجہ عدم علم شرک کا حضور ہے۔ جس طرح و منہ۔ نماز۔ زکوٰۃ حج و روزہ کے مسائل سیکھنا ضروری ہے اسی طرح زیارت قبور کا طریقہ بھی شرعی طریقے سے کیا جائے۔ حج نماز اور غلط نماز میں فرق ہے۔ حج معذہ اور غلط معذہ میں فرق تو یہ ثابت ہے۔ اس طرح قبور کی حج زیارت اور غلط زیارت میں تمیز کریں نہ کی جائے۔ علماء کرام کو زیارت قبور کے مسائل بھی ظاہر کرے چاہئیں تاکہ عوام شرک سے بچ سکیں۔ امام ابن تیمیہ اصل کی حافت کے علماء کرام کے کتاب الوسیلہ کا خلاصہ جلیلہ میں صاف طور پر اس بات کا انکار کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد موت کسی جوت کیلئے دعا۔ استغفار شفاعت نہیں کر سکتے۔ قیامت کو شفاعت کریں گے۔ لہذا ان کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر ان کی روح مقدس کو خطاب کر کے دعا کیلئے استدعا کرنا ناجائز ہے۔

مذمت ہے۔ زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ فقہاء کرام کا اختلاف اس بات میں ہے کہ ارواح ہر وقت قبور کے پاس جتے ہیں یا کبھی حاضر ہو جاتے ہیں یا ہمیشہ ہی کی تحقیق ہے کہ قبور کے پاس ہی رہتے ہیں امام اعظم کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات غیر حاضر ہو جاتے ہیں۔ ہر کیف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ارواح کا اپنے قبور کے ساتھ عالم برزخ میں ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے۔ لیکن تصویر یا بت کے ساتھ تعلق نامکمل ہے بشرطیکہ مکر کے نزدیک بقول کی تحقیق چاہے وہ حق کے بت تھے یا مالحین کے بت تھے ان کے ساتھ ارواح کا تعلق قائم رکھنا سخت حماقت تھی۔ پھر ان ارواح سے یہ چیزیں بلکہ راست مانگنا بیخدا سے لگنا ہر طرح سے شرک قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے شرک کی سخت مذمت فرمائی ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ لہذا ہر گرجا و عمام مسلمان کو اولیاء کرام کی قبور کی زیارت کا شرعی طریقہ سیکھنا سچا ہے ورنہ بوجہ عدم علم شرک کا حضور ہے۔ جس طرح و منہ۔ نماز۔ زکوٰۃ حج و روزہ کے مسائل سیکھنا ضروری ہے اسی طرح زیارت قبور کا طریقہ بھی شرعی طریقے سے کیا جائے۔ حج نماز اور غلط نماز میں فرق ہے۔ حج معذہ اور غلط معذہ میں فرق تو یہ ثابت ہے۔ اس طرح قبور کی حج زیارت اور غلط زیارت میں تمیز کریں نہ کی جائے۔ علماء کرام کو زیارت قبور کے مسائل بھی ظاہر کرے چاہئیں تاکہ عوام شرک سے بچ سکیں۔ امام ابن تیمیہ اصل کی حافت کے علماء کرام کے کتاب الوسیلہ کا خلاصہ جلیلہ میں صاف طور پر اس بات کا انکار کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد موت کسی جوت کیلئے دعا۔ استغفار شفاعت نہیں کر سکتے۔ قیامت کو شفاعت کریں گے۔ لہذا ان کی قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر ان کی روح مقدس کو خطاب کر کے دعا کیلئے استدعا کرنا ناجائز ہے۔

دیکھیں معلومات اعداد و شمار کی روشنی میں!

حکومت مغربی پنجاب کا بجٹ

قارئین شمس الاسلام کے اضافہ معلومات کے لئے گورنمنٹ مغربی پنجاب کا سالانہ بجٹ شائع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ آپ معلوم کر سکیں کہ ہماری گورنمنٹ ہماری بہبودی اور علاج پر کس قدر خرچ کر رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

نام محکمہ	لوہے پنجاب کا بجٹ
دور کے اخراجات	۶۹ ہزار ۴۵۰
وزیروں کی تنخواہیں	۴۲ ہزار ۳۰۰ لاکھ ۳۰۰ ہزار
سرکاری طب و علاج	۱۰ لاکھ ۹۰ ہزار ۶۰۰
پبلک سروس کمیشن	۱ لاکھ ۵۹ ہزار ۱۰۰
فنانس کمیشن	۸۰ ہزار ۵۰۰ لاکھ ۵۰۰ ہزار
کشتیوں کی تنخواہیں	۵۵ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
دفتر ساز و سامان	۵۵ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
دیگر معاشی اخراجات	۱۶ لاکھ ۵۱ ہزار ۵۰۰
گورنمنٹ کی داد و بخشش	۸ ہزار ۵۰۰
مزارعوں کی پستی پر دگر گرام	۶ لاکھ ۵۰۰
مدالتی اخراجات	۵۵ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
پولیس کل خرچ	۳۲ لاکھ ۶۶ ہزار ۲۰۰
عاجز بگھر (میتیم)	۵۰ ہزار ۵۰۰
کارخانہ کا کھانہ (دفتر و افسر)	۸۰ ہزار ۵۰۰

نام محکمہ	پورے پنجاب کا بجٹ
بندوبست امنی سرحد	۲ لاکھ ۸۹ ہزار ۲۰۰
دفتر اخراجات	۲ لاکھ ۸۹ ہزار ۲۰۰
سرحدی انتظامی اور دیگر	۹ لاکھ ۵۰۰
کے دفتر اور افسر	۸۰ لاکھ ۵۰۰
ضلع و دیہات کے دفتر	۸ ہزار ۵۰۰
ملکی ترقی کے خاص پروگرام	۲ لاکھ ۸۵ ہزار ۵۰۰
میزان	۱ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
کسٹمز بورڈ (دفتر و لاٹس)	۲۲ ہزار ۵۰۰
محکمہ جنگلات و دفاتر افسر	۴ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
مزدورین کی ترقی و ترقی	۲ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
مور کا مدد کی طبی و دیگر	۶ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
عام نظم و نسق (بینی قانون) کے اخراجات	۵۵ ہزار ۵۰۰
گورنمنٹ کا دفتر	۶۴ ہزار ۵۰۰
گورنمنٹ کی مطاف و محل کا انتظام	۱ لاکھ ۵۰۰ ہزار ۵۰۰
گورنمنٹ کے دفتر اور لاٹس	۱۲ ہزار ۵۰۰

نام محکمہ کے بنیادی محکمہ

امتحانات سے ۱۲ ہزار ۹ ہزار

متفرق خدمات بلڈ ڈفوزر سے ۶ لاکھ ۵۵ ہزار ۵۵ لاکھ ۵ ہزار

محکمہ تعلیم

ایکڑان تعلیم (دفتر) سے ۸ لاکھ ۸۰ لاکھ

متفرق معارف کے تعلیم بلڈ ڈفوزر سے ۸ ہزار ۹ ہزار

پیشہ کی تعلیم کے لئے گرانٹ سے ۸ لاکھ ۸۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۹۵ ہزار

پیشہ کی تعلیم کے لئے گرانٹ سے ۲ لاکھ ۹۵ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۹۵ ہزار

معائنہ (دفتر) سے ۱۹ لاکھ ۹۵ ہزار ۱۱ لاکھ ۲۰ ہزار

مفتقات بلڈ ڈفوزر سے ۴ لاکھ ۸۲ ہزار ۴ لاکھ ۵۰ ہزار

تعلیم کے لئے خاص و گرانٹ سے ۴ لاکھ ۵۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۹۵ ہزار

کسٹڈن کی ہتھی پر گرانٹ سے ۸ لاکھ ۲۲ ہزار ۸ لاکھ ۲۲ ہزار

ہسپتال

ڈاکٹر (افروذر) سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار ۴ لاکھ ۵۹ ہزار

معاونت کے لئے گرانٹ سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲۵ ہزار

علیٰ صاحب کی ترقی کے خاص سے ۲ لاکھ ۸۸ ہزار ۲ لاکھ ۸۸ ہزار

دیہاتی کی ترقی کے خاص سے ۱ لاکھ ۲۹ ہزار ۱ لاکھ ۲۹ ہزار

پبلک ہیلتھ (صحت نامہ)

صحت نامہ (دفتر) سے ۲۹ لاکھ ۵۹ ہزار ۲۹ لاکھ ۵۹ ہزار

عوام کی صحت کے لئے گرانٹ سے ۵۹ لاکھ ۵۹ ہزار (تخفیف کیلئے) ۵۰ لاکھ ۵۰ ہزار

پبلک ہیلتھ کے لئے گرانٹ سے ۲ لاکھ ۹۵ ہزار ۲ لاکھ ۹۵ ہزار

دیہاتی کی صحت کی ہتھی تعلیم و گرانٹ سے ۶ لاکھ ۵۸ ہزار ۶ لاکھ ۵۸ ہزار

محکمہ زراعت

ڈاکٹر صاحب (افروذر) سے ۲ لاکھ ۲ ہزار ۱ لاکھ ۲ ہزار

سپرینٹنڈنٹ صاحب (افروذر) سے ۴ لاکھ ۴ ہزار ۳ لاکھ ۴ ہزار

نام محکمہ کے بنیادی محکمہ

زراعتی تعلیم اور پبلک سے ۶۲ لاکھ ۳۰ ہزار ۵۲ لاکھ ۵۲ ہزار

زراعتی تعلیم اور پبلک سے ۶۲ لاکھ ۳۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۱۰ لاکھ ۲۲ ہزار

زراعتی تعلیم سے ۵ لاکھ ۶ ہزار (تخفیف کیلئے) ۳ لاکھ ۱۰ ہزار

زراعتی ترقی کا خاص و گرانٹ سے ۵ لاکھ ۵۰ ہزار ۵ لاکھ ۵۰ ہزار

دیہاتی کی ہتھی پر گرانٹ سے ۱ لاکھ ۵۳ ہزار ۱ لاکھ ۵۳ ہزار

مویشی کے علاج کا ہسپتال

ڈاکٹر صاحب (دفتر) سے ۲ لاکھ ۲۰ ہزار ۱ لاکھ ۲۰ ہزار

ڈاکٹر صاحب (دفتر) سے ۲ لاکھ ۲۰ ہزار ۱ لاکھ ۲۰ ہزار

مویشی کے علاج کی تعلیم اور پبلک سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۵۹ ہزار

مفت عمل سے ۸ لاکھ ۸۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۹۵ ہزار

جانور پالنے کے اخراجات سے ۴ لاکھ ۵۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۱ لاکھ ۲۲ ہزار

مویشی کے علاج کی ترقی کا خاص و گرانٹ سے ۲ لاکھ ۲۰ ہزار ۲ لاکھ ۲۰ ہزار

دیہاتی کی ہتھی تعلیم و گرانٹ سے ۱ لاکھ ۲۹ ہزار ۱ لاکھ ۲۹ ہزار

امداد عامی (کوآپریٹو سوسائٹی)

ترقی و ہتھی کا خاص و گرانٹ سے ۱۱ لاکھ ۸۲ ہزار ۱۱ لاکھ ۸۲ ہزار

دیہاتی کی ہتھی کا خاص و گرانٹ سے ۵ لاکھ ۵۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۵۰ لاکھ ۵۰ ہزار

پبلک کی امداد کیلئے پر گرانٹ سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار (تخفیف کیلئے) ۲ لاکھ ۵۹ ہزار

محکمہ صنعت و حرفت

افروذر سے ۱ لاکھ ۱۰ ہزار ۲۵ لاکھ ۲۵ ہزار

صنعتی ترقی کا خاص و گرانٹ سے ۳ لاکھ ۳۰ ہزار ۳ لاکھ ۳۰ ہزار

شیشہ سازی اور چھپائی

شیشہ سازی (دفتر) سے ۲۰ ہزار (عامہ برابر) ۲۰ ہزار

شیشہ سازی کی خریداری سے ۳ لاکھ ۵۰ ہزار ۳ لاکھ ۵۰ ہزار

سادہ کاغذ کی خریداری سے ۲۰ ہزار (عامہ برابر) ۲۰ ہزار

نام حکمہ پورے پنجاب کا

گورنمنٹ پریس ۹۴ لاکھ ۹۴ ہزار (اضافہ لاکھ) ۱۰ لاکھ ۵۰ ہزار
 دوسرے پریس میں چھاپی کے ساتھ ۲۰ ہزار (اضافہ لاکھ) ۸۰ ہزار
 لیٹوگرافی (پتھر پر چھاپی) ۴ لاکھ () ۶ لاکھ

متفرقات

کتابوں اور رسالوں کا بیچ ۵ ہزار
 پبلک ٹریڈنگ پریس پر کاروبار ۲۹ ہزار (تھوڑے تخمینے کے ساتھ)

نام حکمہ پورے پنجاب کا

سرکاری ملازمین کو قرضے (خاص توجہ کا طالب ہے)
 افروں کو ٹھکانے بنانے کیلئے قرضے ۸۰ ہزار (برابر برابر) ۸۰ ہزار
 افروں کو ٹھکانوں کی خریداری کیلئے قرضے ۵ لاکھ ۵۰ ہزار (اضافہ لاکھ) ۶۸ ہزار

افروں کو دوسری ملکیتیں خریدنے کیلئے قرضے ۱۳ ہزار () ۲۰ ہزار

افروں کو مزید قرضے (کوئی رقم نہ تھی) ۲ ہزار
 میدان ۱ لاکھ ۹۴ ہزار

روشنی (پتھر پر)

اس کے میں عام بازاری زبان میں ڈاکٹر کو "کو" کہتے ہیں، ایک بڑے طور کے منجھرنے اپنے بال میں ایک قیمتی کوٹ شوکیں میں لٹا رکھا تھا اور اس پر یہ چٹا لگی ہوئی تھی قیمت "۴۹۷ کو" ایک دن ایک امریکی سارجنٹ مکان میں داخل ہوا اور اس نے وہ کوٹ خریدنے کی خواہش ظاہر کی مکان کے اسٹینٹ نے کوٹ کو شوکیں سے نکالا اور کپڑے میں لپیٹ کر بٹل سارجنٹ کے حوالے کر دیا۔ اسے خیال تھا کہ اب سارجنٹ صاحب بٹو نکالیں گے اور ۴۹۷ ڈاکٹر کے نوٹ لگ کر مرے حوالے کر دیں گے۔ سارجنٹ فوراً نیچے جھکا ایک تھیلہ اٹھا کر کوٹ پر بٹا رکھا اور اس کا منہ کھول کر آٹو لگنے شروع کر دئے جب ۴۹۷ کو آگے چکا تو کوٹ کا بٹل اٹھا کر اس میں دبا لیا اسٹینٹ حیران تھا کہ یہ مذاق ہے مگر جب معاملہ نیچر کی پہنچا تو سارجنٹ نے وہ چٹا پیش کر دی جس پر الفاظ درج تھے "قیمت ۴۹۷ کو" منجھرنے سے مسکرا کر کہا "بہت اچھا مکان یہ قید خانہ طور ہے آپ کو ملے جائے" اور اس کے بعد مکان کی چیزوں پر قیمت لکھی تھیں اور ڈاکٹر ان پر آٹو کی بجائے ڈاکٹر "کھدیا گیا۔"

لندن کی ایک خبر لا نظر فرمئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک ہندوستانی دیاست کے ایک حکمران کیلئے برمنگھم کی ایک شہر کوٹنی نے کھانے اور چائے کے برتن خاص طور پر تیار کرائے ہیں اس سٹ کی قیمت ہائے ہزار پونڈ ہے یہ برتن خاص کمپوں میں بند کر کے ہوائی جہاز کے ذریعہ ہندوستان بھیجے جا رہے ہیں۔ ۹۲ ہزار پونڈ یعنی پانچ لاکھ روپیہ صرف کھانے اور چائے کے سٹ کی قیمت۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ راجہ صاحب کشمیر کے میاں برہم کی سنگم میں کیا فراتے ہیں راجہ برہم کی سنگم کے ذریعہ اعظم..... شیخ عبدالغنی اس مسئلہ کے کہ اہل کشمیر فاقہ کشی میں مبتلا ہیں مگر شیخ جی کے عجب صرف برتنوں پر ۳۵ لاکھ روپیہ صرف کر رہے ہیں (فوائے وقت لاہور)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کے میزانیہ پر ایک نظر

۱۹ مارچ کل شام کو جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت جو ۱۹۲۹ء کے میزانیہ پر منعقد کیے گئے تھے ان کی تقریر ہو گئی۔ اور سالانہ کامیاب لکھ کا بیٹ با اتفاق رائے پاس ہو گیا۔ اس بحث میں پاکستان و ہندوستانی اور دیگر دور دراز کے علاقوں کے ۳۵۱ نمائندوں نے شرکت کی۔ لیبر تال کر کے کرسال کوٹ کیلئے میں لکھ میں ۳ لاکھ تبلیغ اور ساڑھے تین لاکھ روپے کی رقم جماعت کی تقسیم و تربیت کیلئے رکھی گئی ہے۔ پناہ گزینوں کی تعداد ۵۶ لاکھ ۱۸ ہزار ہے۔ لاہور ۵ اپریل۔ مغربی پنجاب کی حکومت نے حال ہی میں پناہ گزینوں کی پوروم شماری کی ہے اس سے معلوم ہے کہ اس وقت موبے کے مختلف اضلاع میں ۵۶ لاکھ ۱۸ ہزار پناہ گزین موجود ہیں۔

تو غنی از ہر دو عالم میں فقیر
 و در حسابم را تو مینی تا آخر میر
 روز خوشتر گذرے من پر
 از آنکہ مصطفیٰ پیہاں بجیر (قبل ۱۹۲۹)

ایک دلچسپ مناظرہ

مولانا رشید احمد آردشیل پناہوی خطیب جامع مسجد پٹنہ منڈائی

یہ مناظرہ فقیر اور مولوی سلطان احمد پناہوی کے مابین ایک مجلس میں ہوا۔ باہم سوال و جواب ہوئے تھے اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ **سیکڑا** مناظرہ ہوگا۔
دلچسپی نہیں۔ آج فقیر انہیں منظر عام پر لانا چاہتا ہے تاکہ مخلوق خلاص فائدہ اٹھائے۔ امید ہے کہ ان میں شمس الاسلام اس خاص طور پر دلچسپی لیں گے اور خطوط و سؤ
 ہرگز فقیر کو دعا و فیر سے یاد فرمائیں گے (آرشد)

میں ضوع مناظرہ کا اس دنیا میں مسلمانوں کی کامیابی کا انحصار کس چیز پر ہے۔ کیا مسلمان اپنی روحانی طاقت کو مضبوط کر کے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں یا
 مادی طاقتوں کو وسیع ترین بنانے سے خلق و جہودی حاصل کر سکتے ہیں۔ فقیر کا مدعا یہ تھا کہ مسلمان روحانی طاقتوں کو مضبوط بنانے سے دینی و دنیاوی فلاح و بہبود
 حاصل کر سکتا ہے۔ جہودی لٹاکامی یہ تھا کہ مادی طاقتوں کو مضبوط کر کے اور فنی نظام کو قائم رکھنے سے جاکر ملک و ملت کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ پہلی تقریر فقیر کی تھی اور صرف پانچ منٹ تک
 محدود وقت میں وہ اس کی روشنی میں بیان کرنا بہت دشوار کام تھا تاہم اللہ کے بھروسے پر اٹھا بھروسہ کریں بھی نہ ہوا تاہم تو کوئی شیعی ہی تھا کہ اندر تعلق پر اگر ہمارا کامل بھروسہ
 ہوگا تو کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ غیر وقت دیکھ لیا گیا اور میں پہلی تقریر کیلئے اٹھا مجھے نظم کے بعد حاضرین سے اس طرح خطاب ہوا۔

فقیر۔ جانا بھائی! میں حاضرین کو کچھ جگہ پر کا واقعہ یاد کرو گا جس میں مسلمان بھائیوں کی اتلا فقیر ۱۳۳۳ھ کی اور پڑھ لونی چھوٹی گواہیں تھیں اور ان کے ساتھ سامان کلندراہس
 معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام لشکر میں صرف دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے جن کو شاہینا نے سلام علیہا میں ان الفاظ میں پیش فرمایا گیا ہے۔

خیال عظمت ملت کیس تھا ان سیموں میں | کوئی سامان نہ تھا ذوق یقین تھا ان سیموں میں

اور صرف تحفظ جان و نہری نے ہی اس حقیقت کو پیش نہیں فرمایا بلکہ ترہاں حقیقت علامہ اقبال مرحوم نے بھی فرمایا ہے۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تیریں | جو جو ذوق یقین پہ تو کھٹ جاتی ہیں تیریں (دیکھ کر چھپنے لگا تھا)

نہ تیغ و تیر پر جیکہ نہ فخر ہے نہ جہاں ہے | بھروسہ تھا تو ایک سادی ہی کافی مکی والے پر

یہی ذوق یقین اور بھروسہ تھا جس کا مدعا یہ تھا کہ مسلمان اپنے باطنی قوت کو قوت پر لے کر اپنے دشمن کو شکست دے گا اور اپنی ملت کو فلاح و بہبود دے گا۔
 و تلافی کر اللہ بیلہ و لہذا اذلت فانتوا اللہ اعلمکم شکروا (پارہ ۱)

جگر دیا ان اللہ علی غفر ہم لہذا (یہ خدا کو ان کی نعمت پر شکر ہے) اور میں سلام ہونا چاہتا تھا کہ اگر ایک بار سے نہ لڑو تو اور کب لڑو گے؟ ہمارے ہاتھ میں تو کچھ تو تھا کہ اس کے شکر گزار بنو۔ اور وہ
 ہوئے جن کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے اور اس طرف روایت کے علمبرداروں نے کہا تھا کہ

وہاں ساتھ نہیں تھے نہ سامان نہ سدا کوئی | سن کی پشت پر تھا ہر مرد کوئی۔

نہ زہر میں تھیں نہ دوا میں تھیں خبر تھی نہ شمشیریں | حفظ خانوشر تسکین تھی فقط پر بوڑھے تیریں

کوئی سامان نہیں تھا ایک ہی سامان تھا ان کا | خدا داد تھی صادق سے یہ ایمان تھا ان کا

جو عزت و کرامت ہوتے ہوئے باؤں کو فتح و نصرت دانا فلاحی حالت تھی کفار کے خلاف جو جگہ لے لی کوئی تھی، جاری کیا گیا کہ یہ لائے تھے جو لوگوں کا مدد کیا تھا

یہ مناظرہ مولانا رشید احمد آردشیل پناہوی کے مابین ہوا تھا

اگر صدر ٹرومین کے ذاتی نمائندہ - یوپی وائیٹ ہاؤس کے ڈسٹرکٹ مارشل کے سفیر بن کر ان کے اخبار نویس سب پوری مصیقت کے ساتھ ہمس کے پاس گئے جھوپڑی میں جا کر بیٹے ہوئے جو بھنگیوں کی بستی میں بنائی گئی تھی۔ یہ مثال صرف اس لئے عرض کر دی کہ اس دور میں بھی مطلقاً سادگی ذلت و حقارت کا سبب نہیں کیڑ کر کے کیڑ کی مضبوطی اور قوت ارادی کی پختگی ہو تو اب بھی سدا بہار کے باوجود دنیا مسخر ہو سکتی ہے۔ چار لاکھ روپے اور حکومت کے ارکان کو غیروں کی نظروں میں اپنی وقعت اور شان بڑھانے کیلئے اس کی ضرورت نہیں کہ ملک میں عمارتوں میں ہیں اور ایرانی قایموز اور شیعین پر دلوں کو کھینچ کر مڑیں کریں بلکہ ان کو چاہئے کہ ایمان و ایمان اور اخلاق و کردار رعیت دنیا کو مہربان کریں اور یہی فرمایا تھا حضرت فاروق علیہ السلام نے فقیر کے آپ شام انشرف لے گئے اور فوج کے بعض افسروں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنا لباس کچھ بدل چاہے تو آپ نے اس پر تنبیہ فرمائی انہوں نے عذر پیش کیا کہ یہ غیر مسلموں کا ملک ہے اگر ہم بیٹھے پرانے کپڑوں میں سادگی کے ساتھ رہیں تو یہ لوگ ہماری عزت نہ کریں گے تو آپ نے فرمایا کہ دوسروں کی نگاہوں میں عزت بڑھا کر کیلئے ایسا کارگاہی نہیں چاہئے۔ فَإِنَّا قَوْمٌ نَّاتُخَّذُ الْآلَاءِ بِلَا حِسَابٍ وَلَا حَرَمٍ مِّمَّنْ سَلَّوْنَا لَهُمُ الْخُتَمَ مِنْ ذَهَبٍ۔ پس درحقیقت یہ سب سبیلے تولے اور ہمالے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اللہ رسول اور قرآن و اسلام کے نام پر پاکستان کو بنادیا مگر اب "پانی من" اس پر آمادہ نہیں کیا یہاں پاک و عاف ہو کر رہیں

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں من اپنا پلانا پانی ہے بیرون میں نمازی میں رکا

ٹٹا سراج دین اسلام کے احکام و قوانین پر عمل کر کے کیلئے ایک خود مختار ذریعہ ریاست اور نظام قرآنی کے اجراء و تنفیذ کیلئے ایک آزاد خطہ ایک ضروری ہونے کے نام سے پاکستان کا مطالبہ شروع کیا گیا تھا اور قوم کے افراد نے اسی جذبہ دینی کے ماتحت ساتھ دیا تھا چنانچہ پاکستان بن گیا اب مطالبہ ہو رہا ہے کہ اس خود مختار ریاست پاکستان میں احکام و قوانین اسلام جامی و نافذ کر دو اور فرنگی نظام کو بدل کر الہی نظام حکومت اختیار کرو تو جواب میں بہت اکر اور بڑے معتدی اور دین فرنگ کے ٹٹا کچھ اعدا پیش کرتے اور کچھ پہلے تواسٹے ہیں جب ان تمام اعداء کی تعقیب واضح کی جاتی ہے اور ان پہانوں کے تار و پود کو بکیر دیا جاتا ہے تو پھر چرچہ ہو کر حکماء نے اب راج میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب مولویوں کا شور و غوغا ہے وہ جانتے ہیں کہ پاکستان میں مثلاً راج قائم ہو جائے مگر ہم مثلاً راج کبھی قائم ہونے نہیں دیں اگر مثلاً راج سے ان لوگوں کا مقصد و نظام اسلامی جس کو مولوی جانتے ہیں اور اس کے برحق ہونے کا یقین نہ رکھتے ہیں تو پھر اس میں کوئی تشکک نہیں کہ صرف مولوی اور مثلاً ہی نہیں بلکہ پاکستان کے تمام دیندار مسلمان ٹٹے ٹٹے انگریزوں کی تعلیم یافتہ اور جدید علوم و فنون کے ماہر۔۔۔۔۔ لیکن ساتھ ہی کچھ مسلمان۔۔۔۔۔ اور خود مسلم لیگ ہی میں کچھ حضرات یہ مطالبہ کرتے ہیں یہ صرف چند مثلاً اول کا بمعنی شور و غوغا نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے اور فرنگی طاقتوں کی اعلیٰ اعرام پر ہو کر رہ گیا۔ اگر انگریز اور ہندو سے پاکستان منویا جا سکتا ہے تو قوم کی دو ٹوٹے منتخب ارکان اسمبلی سے کل طریقہ بھی بڑھوایا جا سکتا ہے اور اگر طاراج سے یہ لوگ مطلب پتے میں کہ چنٹا اپنے لئے عہد حاصل کرنے اور اقتدار کی کرسیوں پر قبضہ جانے کیلئے شور و غل چارہ ہیں تو بالکل جھوٹ ہے نہ علماء اپنی ذاتی دھار اور خانانی اور طبقاتی اقتدار کیلئے یہ مطالبہ پیش کرتے ہیں اور نہ بعض علماء دین ان طریقے طاؤں کی طرح اس قدر خود غرض اور فریب کار ہیں کہ ہر معاملہ میں ملک و ملت اور دین و مذہب کے مفاد کی بجائے اپنے فائدہ کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور ذاتی مفاد پر اسلام کا پھیل لگا کر قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام میں اسلامی حکام و قوانین کے علم حاصل کرنے اور ان کو جاری و نافذ کرنے کیلئے کسی مخصوص طبقہ کی تخصیص ہی نہیں ہے لہذا اسلامی جاری کرنے کیلئے کسی مخصوص گروہ کی اجارہ داری بھی نہیں دی گئی۔ فرنگی طاقتوں کے علم و عمل کو چھوڑ کر اور ان کے قوانین اسلام کو سیکھ کر اور اس پر چل کر مثلاً "بن جائیں گے اور اگر مثلاً راج قائم ہو گیا تو اس "طاراج" میں

بھی ایچہ اقتدار و وقار حاصل ہو سکتا ہے اور انکو کرسیاں حاصل ہو سکتی ہیں اسلئے ان حضرات کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر جیل صاحب عفی عنہ نے ۴ اپریل کو ملتان کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پاکستان میں نظام اسلامی کے اہم موضوع پر ایک مبالغہ موثر تقریر کرتے ہوئے ”ملا داج“ کے اس اعتراض کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بہت لوگ اس مطالبہ کو ”ملا داج“ سمجھ کر اور نہ کہ اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہیں مگر میں ان لوگوں سے کہا کہ بھائی ہم لوگ آپ کی طرح نہ کریں اور اقتدار کے طالب نہیں ہم ملا لوگ یہ نہیں چاہتے کہ افسر اور حاکم بن جائیں لیکن آپ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ افسر اور حاکم مثلاً بن جائیں اب پاکستان میں ان افسروں اور حاکموں کو مزید ملا بننا ہی پڑے گا۔

پاکستانی فوج میں کادو و بیدی کا فروغ اخبار کوثر لاہور یکم فروری اور ۵ اپریل میں پاکستانی فوج کے ایک افسر کے دو طویل مکتوب شائع ہوئے ہیں جن میں اس افسر نے جو قلب و نظر کے اعتبار سے ایک پختہ کار اور عظامیں سلیمان معلوم ہوتا ہے پاکستانی فوج کے بعض اطوار و رجحانات اور مذہبی امور کے متعلق گستاخانہ کلمات کا انکشاف کیا ہے۔ ان دونوں خطوں میں پوری تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ بڑے بڑے ذمہ دار افسر پوری باقاعدگی سے جو ایک مرتبہ یکم کے مطابق کلمہ کرنے کی غلطی کر رہی ہے فوج کے اندہ لادینیت اور ہر طرح کی آنا دنی پھیلا رہی ہے اور دین و دنیا کے ساتھ ساتھ ہزار کرتے اور احکام اسلام کا نام لینے والے ملعون قرار دیتے ہیں شراب کی پھلیں اور بارشیاں جابجا رہی ہیں بے حجاب عیلات کی شرکت اور انگریزی تہذیب کی پوری نقلی پوری ہے جو افسران خرافات میں حصہ نہ لے سکیں ترقی کے دروازہ بند ہیں اس کو مثلاً کہہ کر اور اس کا مطلق انکار فوج سے کھانے کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ فوجی پریڈ کو نماز سے تو مقدم سمجھا جاتا ہے مگر شراب نوشی کی مغل پر افسے مقدم نہیں سمجھا جاتا۔ یہ ضرور کچھ کوثر میں جو شائع ہوئے اس میں اس فسر نے اس قسم کے واقعات کا اور ایک کمانڈنگ کی تقریر کا جو کہ لفظ نہ کر سکتا ہے اور مسلمان بھی ذکر کیا ہے اور فریاد کیا ہے ”ہم اس پر شخص کے دماغ میں جس میں سوچنے اور سمجھنے کی اہلیت ہے کیا ایک ایک بات آئی اور ایک دوسرے سے نہ کہ بھی کیا۔ وہ یہ ہے کہ وہ

(کمانڈنگ لفٹنٹ کرنل) یہ سب کچھ اپنی ضروری پر نہیں کہہ سکتا ہے اس کو اتنی جرأت ہے مالکی پیرا ہی اس قدر ہوئی کہ اوپر سے احکام ملتے ہیں اس کی تحقیق نہیں ہے لیکن خیال غالب ہے کہ اس نے یہ سب کچھ اور پر کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہا ہے اگر ایسا ہے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے ہے کہ کل کیا ہوئے والا ہے ابھی سے تیاریاں شروع ہو گئی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ با اقتدار رکھنے کیلئے سب کچھ کر ڈالنا چاہتے ہیں۔ چیرام پل کے اخبار میں اس مسلمان افسر کا جو طویل مکتوب شائع ہوا ہے اس میں بھی واقعات کو با تفصیل ذکر فرمانے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں

”ہمارے فوجی حلقوں میں یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ناچ گھروں اور بے نوشی کی مغل میں اپنی بیویوں کو لئے پھرنا وہ معیار ہے جس سے ترقیاتی ہیں۔ اگر یہ کہہ لیں تو انہیں جو کچھ ہوا سو ہوا۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اب بھی ہوتا رہے گا میں آپ کے اخبار کے ذریعہ ہر اس فوجی ہے جس کے علم میں اس قسم کا فحاشا ہوں بہت عاکرتا ہوں کہ وہ نہیں سیکھ کے سامنے لائے۔ اس سلسلہ میں ذاتی ترقی اور شاید ملازمت کا بہت بھی پاش پاش کرنا ہوگا اگر اپنے ذاتی فحاشا کی وجہ سے حقیقت بیان کرنے میں پسپائی پیش ہے تو ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے اس وقت فوج میں تنظیم جدید ہو رہی ہے اور افسروں کی غیر اسلامی حرکات اور کافرانہ طریقہ فکر کو برداشت کیا گیا تو بعد میں ان کے خلاف وارانٹا ناما مشکل تر ہو جائیگا کچھ وہ فوجی جس میں اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی جرأت ہے بے باکی سے ہر اس واقعہ کو جو اسلامی روح کے خلاف ہو پر کسی ذریعہ سبک کے سامنے لائے کہوں کہ اب قوم اور فوج دو الگ وجود نہیں ہیں انہوں کی ہر نابینہ دھڑکا پر تھک کی جاتی تکرارہ متنبہ ہوں اور اپنے آپ کو درست کرنے کو کوشش کریں ورنہ پاکستانی فوج کو اپنے ناپاک وجود سے پاک کر جائیں“

مدیر کوثر نے وزارت دفاع اور ارکان اسمبلی کو اس معاملہ کی طرف پروردگار کا طمس و توجہ دلائی ہے۔ گمانہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس طرف توجہ کو کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ایک ایسے ملک کی فوج میں ذمہ دار فہرہوں کی لادینی رجحاناً یقیناً خطرناک ہیں جس ملک میں نظام اسلامی قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہو مذہب کے ساتھ عام مسلمانوں کی فوجی و عوامی کا حق و قدر نہ ملتا بھی بغض و تعصب موجود ہے ان فوجیوں کے سامنے اس قسم کے خیالات و نظریات کا پیش کرنا اور ان کے مذہبی جذبات و احساسات کو کھینچ کر ناظرانک نتائج پیدا کر سکتا ہے وزیر دفاع اور فوج کے دو سر بڑے ذمہ دار لوگوں کو حیدر از جلد اس مسئلہ پر غور کرنا چاہئے۔ اور اس کے انسداد اور روک تھام کی ابھی سے پوری کوشش کر لینی چاہئے۔

یوم اقبال

علامہ اقبال مرحوم ایک ممتاز اور بہترین فلسفی اور شاعر تھے۔ لیکن مرت فلسفی اور شاعر ہونا کوئی اتنی بڑی بات نہیں کہ ہم مسلمان ہمیشہ مسلمان اس کی محبت اور یاد کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ بلکہ اقبال مرحوم کی عظمت اور قدرو منزلت کا اصل سبب ہمارے قلوب میں اور اس کی یاد اور محبت کے جاگزمین ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان فلسفی، اور مسلمان شاعر تھے انہوں نے اشعار کے سیرایہ میں قوم کے نوجوانوں کو یہ پیغام دیا وہ وہی پیغام تھا جو ایک مسلمان رہنما مسلمان قوم کے نوجوانوں کو دیا کرتا ہے۔ جن نظریات و خیالات کو انہوں نے قوم کے ذہن و قلب میں اتارنا چاہا اور جس نظام علم و عمل کی طرف اس نے ہماری توجہ دے کر ان کے قرآن مجید کا پیرائہ کردہ نظام اور حکومت ربانی کے نظریات تھے۔ علامہ مرحوم نے اس نظام کو چلانے اور عملی طور پر

اس کو بروکار لایا اور دنیا میں ایک مثالی ریاست قائم کر کے تمام دنیا کو اس کی طرف دعوت دینے کی جب ضرورت محسوس کی تو آپ کے ذہن میں پاکستان کا تصور پیدا ہوا اور سب سے پہلے آپ نے پاکستان کا یہ تصور قوم کے سامنے پیش کیا اور اسے اپنی بانی پاکستان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے ہر خیال کو ایک فکر و قوم نے جو وہ جد و جہد شروع کی اور پاکستان کی فوجیوں سے ایک فوجی یہ بھی بیان کی جاتی تھی اور دیل و برہان کے طور پر اس کو بار بار پیش کیا گیا کہ ”یہ تصور وہ نظریہ ہے جس کو عظیم مشرق اور فلسفی آیت علامہ اقبال نے پسند فرمایا ہے بلکہ ان کی بنیاد ملی ہے“ پاکستان بن جانے سے تقریباً ساڑھے نو برس قبل علامہ مرحوم اس عالم سے گئے تھے علامہ علی کی طرف رخصت ہو گئے مگر آپ کی یاد میں اوسال متواتر ”یوم اقبال“ کے نام سے ہر شہر میں تقریباً ایک دن منایا گیا۔ کیونکہ دوسری قوم کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی دن منانے کی رسم بہت ذوق و شوق کے ساتھ اختیار کی ہے اور اپنی تقریر طبع کیلئے یہ بھی ایک بیان تفریح پیدا کیا ہے۔ مگر مشاہیر و شہنشاہ غزل خوانوں، مقالات و مضامین، اور غزل و تحسین ادا کرنے کے سوا ”ٹٹے منانے“ میں اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اور ارادہ ہوتا ہے۔ یعنی اقبال کے پیغام پر عمل کرنے کے ارادہ سے نہ کبھی غور کیا گیا اور نہ کبھی عمل کیا گیا بس یہ مایا راز غزل خوانے شہرند - اور بس یہ وہ یک مرد تھے آسان تھا تو آسانوں کے کام آیا۔ والا معاملہ رہا مگر جو گذر اسو گذر - وہ نو برس علامی کے ایام تھے۔ قلب و نظر اور ذہن و فکر کی ساری قوتیں استعمال کی زینتوں میں جکڑے بند تھیں۔ نہ صحیح طور سے پوچھ سکتے تھے اور نہ درست طریقہ سے سمجھ سکتے تھے۔ پس لے لے کہ یہ

کہ علامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

اس سال پاکستان کی آزاد فضا میں ایک ایسا ادوم کی حیثیت تمام پاکستان میں ”یوم اقبال“ منایا گیا ہر کسی طور ۲۱ اپریل کو عام تعطیل ہوئی ہر شہر و قصبہ میں اربوں خلیوں شاندار مشاعروں، بلکہ قوالی کی مجلسوں، سازنگ و درباب اور باجوں گوں کے ساتھ خوش گو معذات کا اقبال کی تلامذہ اور پیغمبر اور علما و مقالات اور طلبہ و حضرات سے یوم اقبال شکر اقبال کی روح کو خوش کیا گیا اور قومی قدر وانی اور احسان شناسی کا ثبوت دیا گیا غرض سب کچھ ہوا اور بڑی جھوم جھام سے ہوا لیکن جو بوجھ چاہئے تھا وہ خود اپنی اہمال کے نظر کے مطابق پاکستان میں نظام اسلامی کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ لا الہ الا اللہ تعالیٰ اور اپنی قوم سے چھٹا اقبال کے نام کو کا حکم نہیں سمجھا گیا اور جیسا کہ مرحوم خود

الاشہاد

کارگردی حزب الانصار جامع منچ

دارالعلوم عزیزیہ - اراکین حزب الانصار کی مدت سے خواہش تھی کہ دارالعلوم عزیزیہ میں چھ ماہ تمام فن پڑھ جاتے ہیں۔ خداوند کریم یہ بھی موقع غایت فرمائے۔ کہ دورہ حدیث شریف کی کتب بھی پڑھائی جائیں۔ اور دارالعلوم عزیزیہ کی معیت دولت خداداد پاکستان کے تمام مدارس سے ملند ہو۔

محمد السدقانی دیرینہ آزندہ پوری ہوئی۔ اب جامع مسجد کی چار دیواری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش کن آواز سے گونج رہی ہے۔ دارالعلوم عزیزیہ میں باہر سے آنے والے کے کانوں میں بخاری شریف کے پڑھائے جانے کی آواز پہنچتی ہے تو دوسری طرف طلبہ کی ایک جماعت ہدایہ شریف پڑھتی نظر آتی ہے اگر دوسری طرف نظر اٹھتی ہے تو معصوم بچوں کی کثیر تعداد قطاروں میں جاتے دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی توجہ کی گئی تو عطا قرآن مجید کے دس جے میں ان سے اور معذور بھی بہت سے دکھائی دیں گے۔ غرضیکہ بارغ محمدی ہلہاتا نظر آئے گا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اسباب بصیرت پر محض نہیں کہ اس عرصہ اوقیہم غانہ کی ایک پیسہ کی مستقل آمدن نہیں۔ نہ تو کوئی مکان یا جائداد عرصہ کے نام ہے۔ محض اسلئے غنیمت کے فضل و کرم سے چل رہا ہے۔ دارالعلوم کے طلبہ کیلئے گنیم اور کتب حدیث شریف بھی خرید کر دیتے ہیں۔ اجابہ درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اسد کریم یزدانی من حیث الاکملین کے امت غایت فرمائے۔ ہمارے دامن میں ہوائے توکل علی اللہ کے کچھ نہیں۔

ا طلبہ دارالعلوم عزیزیہ کا سالانہ امتحان شعبان کے دوسرے عشرے میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

تاریخ المبلغین مولوی امان اللہ صاحب نے مسند فضیل مقامات کا دورہ کیا اور پیغام حق پہنچایا۔ گنیاں۔ سنڈا۔ چک ۶۶۔ چک ۶۷۔ کھالی غنیمت گجرات۔ میان۔ ڈھلوی۔ سوڈھی۔ سدھوال۔ بھیرہ۔ کاناٹیش۔ پنڈادخان۔ قمر پور۔

قابل توجہ حکمہ ڈاک

یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے پوسٹ کارڈ کی قیمت بجائے دو پیسہ کے تین پیسہ ہو گئی ہے۔ جس سے کہ موجودہ پوسٹ کارڈ پر ایک پیسہ کا نائد ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔

چند دنوں سے سارے ضلع سرگودھا میں ایک پیسہ والے ٹکٹ کسی ڈاک خانہ میں موجود ہونے سے عوام کو سخت تکلیف دے رہی ہے۔ ہم اپنا رسالہ نوپسٹ کر کے کہیں خاص آدمی بھیج کر کہیں سے ڈاکٹنگ سٹاک لے کر لے آئے ہیں جس کے واسطے کافی زیر بار ہونا پڑا ہے۔ گزاریش ہے کہ حکمہ ڈاک اس طرف فوری توجہ مبذول کرے۔

مذہبِ امام کے تیسرے بنیادی رکن اور خدائی انکم ٹیکس زکوٰۃ کی فرضیت (اداسہ)

ہمارے آقا و مولا سردارِ دو بہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ و اقام الصلوٰۃ و اتیاء الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان (یعنی اسلام کی بنیاد ان پانچ بنیادوں پر رکھی گئی ہے۔ ۱) کو ای ہی دنیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ ۲) نماز قائم رکھنا ۳) زکوٰۃ ادا کرنا ۴) حج کرنا ۵) رمضان کے روزے رکھنا پس ادائیگی زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن اور اہم الفرائض ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اور بار بار اہم الصلوٰۃ کے ساتھ و اتیاء الزکوٰۃ کا امر فرمایا گیا ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کے لئے بشارتیں اور عاقبت کے انعامات اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے سخت ترین عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَبِشُ عَنْهُمُ يُعَذِّبُ آلَهُمْ يَوْمَ يَجْمَعُ اَعْلَانُهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جُوهَرُهُمْ وَخُنُودُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْسِكُمْ فَنُذِرُ مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝ (توبہ ۳۴)

اور جو لوگ سونا یا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سننا دیجئے۔ کہ اس سے ذوق ہو گی۔ کہ ان کو دوزخ کی آگ میں بسایا جائیگا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ (اور یہ جلا یا جائیگا) کہ یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا۔ سواب اپنے جمع کرنے کا مرہ چھو۔

قرآن پاک کی بے شمار آیتوں کے علاوہ ہمارے مقداد اور رہنما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بہت تاکید فرمائی۔ چنانچہ یہ چند حدیثیں پیش کرتا ہوں (۱) ارشاد فرمایا کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو۔ اور اس کا حق "زکوٰۃ" ادا نہ کرتا تو قیامت کے دن اس کے سونے یا چاندی سے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ اور ان کو دوزخ کی آگ میں تپا تپا کر گرم کیا جائیگا۔ اور پھر ان سے اُس شخص کی کروٹوں، پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائے گا۔ اور بار بار یہی معاملہ ہوتا رہیگا۔ یہ دردناک سزا اُس روز ہو گی جو ایک دن پچاس ہزار سالوں کے برابر ہے۔ اور یہ سلسلہ عذاب اس وقت تک جاری رہیگا۔ جبکہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور کوئی جنت اور کوئی دوزخ کو روانہ کیا جائے (مسلم شریف) (۲) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو مال و دولت عطا فرمائے لیکن وہ زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا بڑا دھڑلہ لگنا سانپ بنایا جائیگا۔ اور وہ اس کی گردن میں بیٹھ جائیگا۔ پھر اس کے دونوں جگرے ڈھکیگا۔ اور کھینک میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ بِمَالِهِمْ آلِهَةً مِنْ دُونِ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لِّهِمْ طَبْعُ هُوَ شَرٌّ لِّهِمْ ط سَيُطَوَّقُونَ مَا يَجْلُوْنَ اِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط وَاللَّهُ

اور ہرگز خیال نہ کریگے ایسے لوگ جو ایسی چیزیں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات اُن کیلئے کچھ اچھی ہو گی بلکہ یہ بات ان کی بہت بُری ہے۔ وہ لوگ قیامت کے روز طرین پنا دیے جائیں گے۔ اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔ اور اخیر میں آسمان اور

مِثْرَاتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (سورہ آل عمران) زمین اللہ ہی کا رہ جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا سبب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (۳) دو عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور دونوں کے ہاتھ میں سونے کے ننگن تھے۔ آپ نے ان دونوں کو ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو فرمایا۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو راگ کے نکلنے پناہ دے انہوں نے کہا کہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر ان نکلنوں کی زکوٰۃ دیا کرو۔ (ترمذی شریف)

(۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سونے کا ایک زیور پہنا کرتی تھی۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ زیور بھی کنز میں داخل ہے (وہ کنز جس کے متعلق قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اس کے مالک کو درد ناک عذاب دیا جائیگا) فرمایا کہ جو سونا چاندی اس مقدار کو پہنچ جائے کہ اس کی زکوٰۃ دی جائے۔ اور پھر اس کی زکوٰۃ بھی ادا ہوتی جائے۔ تو وہ کنز میں داخل پہنچنے کے بعد زکوٰۃ نہ دی گئی تو وہ مستحق عذاب ہوگا۔

زکوٰۃ کے متعلق استفسار سخت کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ جدا کیا جو فرضیت زکوٰۃ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہایت مرتد ہو گئے تھے۔ اور بعض نے زکوٰۃ اگر زکوٰۃ کے بارہ میں کچھ زبانی تو مہ لحت اندیشی اور نواکث وقت اس وقت ان کے ساتھ جدا کر دیے۔ عمار فاروق رضی اللہ عنہ نے اگر فرمایا کریں۔ تو آپ نے حلال شان میں

مکی انصاریؓ الحی اللہ اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنو!

اگر کہیں حزب الانصار نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالعلوم عربیہ میں دورہ حدیث شروع ہو چکا ہے۔ بعد اللہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ نزک افتشام سے ہو رہا ہے۔ اگر وقت و بلیغ ہے تو صرف یہی ہے کہ دورہ حدیث پڑھنے والوں کی تعداد بہ نسبت کتب کے زیادہ ہے۔ اور کتب خانہ میں صحاح ستہ کے نسخے کم ہیں۔ اس لئے مخیر حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ دارالعلوم عربیہ کے لئے صحاح ستہ کے کم از کم بیس نسخے خرید کر سدیقہ جاریہ مدرسہ کے طلبہ رکھنے وقف فرما کر ذخیرہ آخرت بنائیں تاکہ آئندہ سال پریشانی کا سامنا مندرجہ ذیل کتب کی ضرورت ہے:

نوٹ: جو حضرت خدیجہ کتب

مخاری شریف ۲۰ عدد نسائی شریف ۲۰ عدد
ترمذی شریف ۲۰ عدد ابن ماجہ شریف ۲۰ عدد
مسلم شریف ۲۰ عدد
ابوداؤد شریف ۲۰ عدد

ارقم غنائت فائیں وہ حرقانیہ
تحریر فرمائیں کہ یہ رقم خدیجہ
کتب کے لئے ارسال ہے۔

مَنْ فَرََّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقٌّ إِمَالًا وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُوهُ فِي عَنَاقِبِهِ دُونَ مَا أُنِىَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّا لَنُزِمَ عَلَى مَنْعِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ترجمہ) اللہ کی قسم جو شخص نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق پیدا کرے اس کے ساتھ میں ضرور لڑو دنگا۔ اس لئے کہ زکوٰۃ بھی مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ لوگ دینے کا ایک چھوٹا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھے دینا بند کر دیں تو ان کے اس دینے پران سے ضرور لڑو دنگا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس بارے میں نرمی اور ملاحظت کے بارے میں کہا۔ تو فرمایا

جبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام اندہ قد زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت و بہادر تھے۔ اور اب اسلام میں بزدل ہو گئے ہو۔ وحی اب اقطع الوحی تا ما تدبیر انقص وانا حی (دین) منقطع ہو گئی۔ اور دین تمام و کامل ہو گیا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں رہوں اور دین میں کمی واقع ہو؟

چنانچہ حضرت فاروق کاسینہ بھی اس بارے میں کھل گیا۔ اور آپ کی بھی وہی رائے ہوئی جو حضرت صدیق اکبر کی تھی۔ اور انہیں کے ساتھ جماد کیا گیا۔ اس سے زکوٰۃ کی اہمیت اور حثیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اسبابہ و انظار میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے تارک کو قید کیا جائیگا تاکہ کہ زکوٰۃ ادا کرے۔ پس زکوٰۃ کی اس اہمیت اور اس بارے میں خداوند تعالیٰ کی اس قدر تاکیدات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور خلفائے راشدین کے تعامل کو دیکھ کر صاحب نصاب مالدار مسلمان اس بارے میں بے پروائی سے کام نہ لیں اور ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر سال پورا ہونے کے بعد یہ خدائی اکمل ٹیکس بطیب خاطر مساکن و مستحقین کو دیا کریں۔ صد اخوس کہ ہر سال مسلمان رؤسا اور صاحب دولت حضرات ہزاروں روپیہ ضوئیات، رسومات، بدعات اور غلابی شرع لغویات میں ضائع کرتے ہیں۔ اور نہایت کھلے دل سے غلط راستوں پر خرچ کرنے کے لئے ان کے ہاتھ کھلتے رہتے ہیں۔ مگر اس قدر اہم فریضہ اور خدائی حکم کی ادائیگی میں اکثر غفلت برتتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جس کسی کو مال و دولت نصیب کی ہے۔ ان کے ذمہ تو ضروری ہے کہ صدقات واجبہ، زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی وغیرہ کے علاوہ صدقات نافلہ مسکینوں، غریبوں، یتیموں کی خبر گیری اور رفاہ عامہ کے دوسرے کاموں میں کوتاہی نہ کریں۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔ ان فی المال محتاجا سوی الزکوٰۃ۔ کہ مال میں سے سوا زکوٰۃ کے اور بھی کچھ دنیا ہے۔ لیکن ایک عجیب بات اور دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض مسلمان صدقات نافلہ، نذر دنیا، گیارھویں، پیروں، فقیروں کے نذرانے وغیرہ کا ہوش تو خوب مصہ لیتے ہیں۔ اور جس قدر بھی ہو خرچ کیا کرتے ہیں۔ لیکن فرض زکوٰۃ کبھی عمر بھر میں نہیں دیتے۔ حالانکہ ایسے صدقات و خیرات کا درجہ فریضہ زکوٰۃ کے بہت بعد ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف دفتر اہل مکتوب ۲۹ میں فرماتے ہیں:-

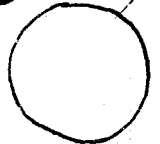
”ذائل کا فرض کے مقابلے میں کوئی اعتبار نہیں۔ فرض میں سے کسی ایک فریضہ کی ادائیگی کسی نہ کسی وقت ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے اگرچہ خالص نیت سے ادا کئے جائیں۔ اور جو بھی نفل ہو۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، ذکر، فکر، ان جیسی اور چیزیں بلکہ ادائے فرض کے وقت کسی ایک سنت کی رعایت یا مستحبات میں سے ایک مستحب کی پابندی ہی حکم رکھتی ہے۔ اور اسی طرح فرض زکوٰۃ کسی فقیر کو دنیا بدرجہا بہتر ہے۔ اس بات سے کہ سونے چاندی کے پہاڑ بطریق نفل نیرات کر دے۔

پس مسلمانوں کو چاہئے کہ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کریں۔ اور اپنے دین کی اس تیسری بنیاد کو نہ ہٹائیں۔ اگر آج تک غفلت برتی ہے۔ تو ابھی سے قصد کر کے اپنے اموال کا حساب کریں اور سابقہ زکوٰۃ بھی ادا کریں۔ اور آئندہ بھی ادا کرنے کا عزم کریں۔

زکوٰۃ کے مسائل مقامی علماء سے دریافت کر کے اچھی طرح سمجھ لیں۔ آج کل اردو زبان میں بھی فقہ کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے اہم رکن اسلام کے مسائل سمجھنے کی کوشش کرے۔ اگر کسی مسئلہ میں تسلی و تشفی درکار ہو تو مشافہۃ یا بذریعہ ڈاک دارالافتاء دارالعلوم غزنیہ یا جامع مسجد بھیرہ (مغربی پنجاب) سے دریافت کر کے عمل کرے۔

دارۃ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی۔ پی۔ ارسال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات سے بچے کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ اگر خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا دی۔ پی و اسپی کر کے ایک اسلامی ادارہ کو مالی نقصان نہ پہنچائیں۔ خطا و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ غلام حسین مینجر شمس الاسلام بھیرہ۔

سرخ نشان



باب الاستفسارات

سوال نمبر ۱۱: ایک شخص نے اپنی زوجہ کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں یہ الفاظ لکھے کہ تم کو اپنی ہمبئیرہ یعنی میری زوجہ کا اختیار ہے۔ اس کو تمہارا جس جگہ دل چاہے بٹھلا دو۔ مجھ کو کچھ اس کی زوجیت کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہ خط پڑھتے ہی اس شخص نے بعد گردنے عدت کے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ طلاق بائن ہے؟ (گلزار احمد)

الجواب: اگر نیت شوہر کی ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ لست لک بنوع اوست لی بام اعدہ او قالت لست لی بنوع نقال صدقت طلاق ان نواہ فی الشافی اشار بقولہ طلاق الی ان الواقع بہلذہ الکنایتہ رجعی (در مختار کنزانی البحر) اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس صورت میں نیت کرنے پر طلاق رجعی واقع ہوگی۔ بعد عدت کے نکاح اس کا دوسرے شخص سے صحیح ہے

سوال نمبر ۲: زید نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو مورفا علی کے جھگڑے میں بجا لیت غصہ ناراض ہو کر تین مرتبہ بایں الفاظ طلاق ایک وقت اور ایک مجلس میں دی۔ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ میں نے تجھ کو طلاق دی۔ اس صورت میں ایک طلاق پڑی یا تین۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق بدعی ہے۔ رجعت درست ہے یا نہیں؟ (فضل احمد)

الجواب: اس صورت میں ہندہ زوجہ زید پر تین طلاق واقع ہوگی۔ اور منقطع ہوگی۔ بدوں علانہ کے شوہر اول سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ - فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ لَهَا زَوْجًا غَيْرُهُ - وفي حد المختار والندعی ثلث متفرقة، الخ قوله ثلث متفرقة ولكن ابکلمة واحدة بالادوی وعن الامامية لا يقع بلفظ الثلث الخ وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ شامی۔ اس کے بعد شامی نے فتح القدیر سے یہ بھی نقل فرمایا ہے۔ وقد ثبت النقل عن اكثرهم صریحاً بايقاع الثلث ولم یطعن لهم بخالف فماذا یعمل الحق الا بالضللال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم یا نہا واحدة لم یفتن حکمہ لانه لا یسوغ فیہ الاجتهاد فهو خلاف الاختلاف۔

محبت دے ابو بکر و عمر عثمان رضی اللہ عنہم
صداقت کل جہاں نے مان لی صدیق اکبر کی
صداکانوں میں سچی نہ طرف اللہ اکبر کی

خداوند! قسم تجھ کو شفیع روز محشر کی
خدا شاہد، بنی شاہد، زمیں شاہد، زماں شاہد
مشرق جب ہوئے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے